صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 02 (April-June 2026)

حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان کی سرگرمیاں: اسلامی، قانونی، وآئینی جدوجہد کا تحقیقی مطالعہ

The Activities of the Women's Wing of Jamaat-e-Islami Pakistan: An Analytical Study of Its Islamic, Legal, and Constitutional Struggle

Zarafshan Farheen
MPhil Islamic Studies, Lahore Leads University, Lahore
zfarheen931@gmail.com

Hafiz Muhammad Imran
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Leads University, Lahore

Abstract:
The protection and welfare of women in Pakistan is an essential requirement for building a peaceful, developed, and just society. Women's empowerment not only addresses their social and economic challenges but also contributes significantly to national progress. While women in urban areas actively participate in social and economic activities and have achieved notable success, women in rural areas continue to face serious issues such as illiteracy, lack of awareness, and insecurity. These challenges hinder their full participation in national development.

For sustainable progress in social welfare, economic stability, and political development, it is necessary to recognize and promote the positive role of women while maintaining a balance between tradition and modernity. Effective implementation of the principles of the Constitution of Pakistan, along with the teachings of the Qur'an and Sunnah, can ensure the protection of women's rights and dignity. Furthermore, the government, civil society, and welfare organizations must work collectively to raise public awareness and create opportunities for women's empowerment. Since women constitute approximately 48.76% of Pakistan's population, their active participation is indispensable for the country's development and prosperity.

Keywords: *Women empowerment, Constitution of Pakistan, Jamat e Islami women*

پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان جغرافیائی لکیروں والے کسی عام خطہ زمین کا نام نہیں بلکہ ایک نظریہ کا نام ہے ساری دنیا کے ملکوں کے نام اپنے جغرافیائی احوال اطراف کی مناسبت سے معروف ہیں یعنی ایران ایرانیوں، انگلستان انگریزوں، امریکہ امریکیوں کا مگر پاکستان کا معاملہ ان سب سے مختلف اور ممتاز ہے۔ پاکستان قومیتوں اور جغرافیائی ہیتوں سے ماورا ایک نظریاتی ملک ہے اور اپنا وجود خود اپنے نام سے عیاں کرتا ہے اگر تحریک پاکستان کی پشت پر اسلام کا نورانی ہاتھ نہ ہوتا تو یہ ملک کبھی وجود میں نہ آتا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کے ساتھ ہی یہ فکر ریاست کے ایوانوں میں غالب رہی کہ اس سرزمین پر اسلامی نظام زندگی کا عملی نفاذ ممکن العمل بنایا جائے دستور پاکستان میں اس کا اعادہ قرارداد مقاصد کے زریعے کیا گیا یہ ایک مسلّمہ تاریخی حقیقت ہے کہ پاکستان ایک فلاحی نظریاتی مملکت ہے۔ اس کے قیام کا عظیم اور بلند مقصد و نظریہ ہی اس کے دوام اور بقاء کا بھی جواز فراہم کرتا ہے۔ وہ عظیم نظریہ، دینِ اسلام ہے۔ وہی دینِ حق جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر تشریف لائے۔ جس میں انسانوں کے حقوق، عزت وتکریم، مساوات، برابری، امانت ودیانت، سچائی اور انسانیت کی فلاح وبہبود کی بات ہوتی ہے۔ اس حوالے سے مفکرین کی رائے میں

”نظریہ پاکستان حقیقت میں وہی نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس میں سب سے زیادہ انسانیت کے حقوق پر توجہ دی جاتی ہے۔ جو انسان ساز، انسان دوست اور انسان نواز ہے۔ جس کی اساس ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہے۔ یہی وہ کلمہ طیبہ ہے جس کے اقرار واعلان سے انسان کے ظاہر وباطن میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ ساتھ تمام معبودانِ باطلہ اور ظالمانہ قوانین اور انسانیت سوز نظام کا انکار بھی ہوتا ہے۔ اور عملاً ”اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق انسانی زندگی کی تعمیر وترقی کا دروازہ بھی کھلتا ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں موجود تمام ادارے، تنظیمیں، دینی و سیاسی جماعتیں، بالخصوص اور عوام الناس بالعموم اسلام کے دیئے گئے اصول وضوابط کو اپنی طرز معاشرت میں شامل رکھنا ترجیح اول رکھتے ہیں غلامی کے دور میں مختلف مسلم قائدین مسلمانوں کے خاص اسلامی تشخص کو اجاگر کرتے رہے اور اس طرف توجہ دلاتے رہے کہ مسلمان ایک خاص قوم ہیں، جن کا سیاسی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی وسماجی نظام کسی انسان کا وضع کردہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کردہ ہے۔ سیکولرازم، سوشلزم، کیپیٹلزم اور نیشنلزم کے نعرہ کو علامہ اقبال نے بڑے مضبوط دلائل سے مسترد کر دیا تھا اور وہ صرف اسلامی قومیت کا پرچار کرتے رہے۔ مسلم ہندوستان کا جو تصور علامہ اقبالؒ نے دیا، بعد میں اسے تصورِ پاکستان یا نظریہ پاکستان کہا جانے لگا۔ مسلم لیگ کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اپنی رحلت سے کچھ عرصہ قبل حضرت علامہ محمد اقبال نے ارشاد فرمایا ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں، ان میں کوئی چیز بھی مشترک نہیں، میں واضح الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کی سیاسی کشمکش کا حل اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہر جماعت کو اپنی اپنی مخصوص قومی اور تہذیبی بنیادوں پر آزادانہ شوریٰ کا حق حاصل ہو۔[1]

[1]۔ خلیل اللہ، محمد، تحریک پاکستان، تصنیف وتالیف ترجمہ کراچی، ۱۹۸۲، ص ۵

علامہ اقبال نے اپنے خطبہ الہ آباد 1930ء اور دیگر خطبات میں اس بات کو بڑی شدومد سے واضح کیا کہ "مسلمان" ایک قوم کا نام ہے، ان کو علیحدہ ایک وطن کی ضرورت ہے اور پھر ان علاقوں کی بھی نشاندہی فرمائی، جہاں مسلم اکثریتی علاقوں پر مشتمل ایک آزاد اسلامی ریاست بن سکتی ہے۔[2]

قائد اعظم کے ارشادات کی روشنی میں بھی ایک آزاد اسلامی ریاست کا جو خاکہ سامنے آتا ہے، وہ بھی واضح ہے مارچ 1940ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس جس میں قرارداد لاہور منظور کی گئی تھی، قائد اعظم نے فرمایا اسلام ہمارا راہنما ہے اور ہماری زندگی کا مکمل ضابطہ ہے جس میں کسی سرخ یا پیلے پرچم کی ضرورت نہیں اور نہ ہمیں سوشلزم، کیمونزم، نیشنلزم یا کسی دوسرے ازم کی ضرورت ہے۔"[3]

قائد اعظم نے پشاور میں جنوری 1948ء میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ہم نے پاکستان کا مطالبہ محض زمین کا الگ ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے کہ جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔ اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت و وفاکشی کا مرجع خدا تعالیٰ کی ذات ہے، جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ قرآن کریم کے احکام ہی ریاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کرسکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآنی اصول و احکام کی حکومت ہے۔"[4]

پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں قائد اعظم نے یہ خطاب کیا جس میں حلف برداری اور سبکدوش ہونے والے انگریز وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے انتقالِ اقتدار کی کارروائی بھی شامل تھی۔ قائد اعظم نے واضح اور دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا: حکومت کا پہلا فرض نظم و ضبط قائم رکھنا ہے تاکہ لوگوں کے جان ومال، عزت اور مذہبی عقائد کا تحفظ ہو سکے۔

پاکستان کی اس تاریخ کے تناظر میں دیکھیں تو یہ طے شدہ امر ہے کہ اس ملک میں موجود تمام ادارے سیاسی و دینی تنظیمیں پابند ہیں کہ کہ فلاحی ریاست کے مکمل قیام کے لئے رفاہی منصوبہ ترتیب دیں اسی لئے پاکستان کے دستور میں بھی مختلف دفعات کے زریعے اس بات پر توجہ ہی نہیں دلائی گئی بلکہ پابند بھی کیا گیا ہے دستورِ پاکستان شہریوں کے حقوق اور ریاست کے فرائض کی ضمانت دیتا ہے جس میں رفاہی اداروں کا کردار بھی شامل ہے کیونکہ یہ آئین بنیادی انسانی ضروریات (تعلیم، صحت) کی فراہمی پر زور دیتا ہے اگرچہ دستور میں رفاہی اداروں کا براہِ راست نام نہیں ہے مگر بنیادی حقوق، فلاحِ عامہ، اور ریاست کی ذمہ داریوں سے متعلق دفعات (جیسے صحت، تعلیم) انہیں کارآمد بناتی ہیں انہیں آئینی فریم ورک میں کام کرنے کی آزادی حاصل ہے جو فلاحی کاموں کو فروغ دینے میں مدد دیتی ہے۔ دستورِ پاکستان اور رفاہی اداروں کا تعلق بہت اہم حقیقت ہے سیاسی و دینی تنظیموں کے لئے یہ ایک چھتری ہے۔ دستورِ پاکستان تمام شہریوں کے لیے بنیادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے جن میں تعلیم، صحت، اور معاشرتی تحفظ شامل ہیں

---

[2] خان آفتاب، ڈاکٹر محمد آفتاب، تعمیر پاکستان مطبوعات سلیمانی، لاہور، ص: ۲۲۰

[3]۔ خلیل اللہ، محمد، تحریک پاکستان، تصنیف و تالیف ترجمہ ۱۹۸۲ ص: ۸

[4] خان آفتاب، ڈاکٹر محمد آفتاب، تعمیر پاکستان مطبوعات سلیمانی، لاہور، ص: ۲۲۰

رفاہی ادارے ان حقوق کو عملی جامہ پہنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں آئین ریاست کو فلاحِ عامہ کے فروغ کا پابند کرتا ہے جس میں غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنا شامل ہے اور رفاہی ادارے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کام کرتے ہیں بالخصوص خواتین کے لئے شامل دفعات ان تنظیموں کو ہر طرح سے حمایت دیتی ہیں۔

1973 کا آئین اسلامی نظریاتی کونسل اور شریعت کورٹ جیسے ادارے قائم کرتا ہے اور تمام قوانین کا قرآن و سنت کے مطابق ہونا ضروری قرار دیتا ہے جس سے مذہبی اور فلاحی اداروں کے لیے ایک آئینی ڈھانچہ بنتا ہے. دستور شہریوں کو تنظیمیں بنانے کی آزادی دیتا ہے جس میں رفاہی تنظیمیں بھی شامل ہیں اور یہ تنظیمیں فلاحی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتی ہیں رفاہی ادارے سکول، ہسپتال، اور دیگر سہولیات فراہم کرتے ہیں خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں حکومتی سہولیات کم پہنچتی ہیں خوراک، لباس، اور مالی امداد فراہم کر کے غریب طبقے کی مدد کرتے ہیں سیلاب، زلزلے یا دیگر آفات کے وقت یہ ادارے امدادی کارروائیوں میں پیش پیش ہوتے ہیں. یہ ادارے تعلیم اور آگاہی کے ذریعے سماجی مسائل جیسے خواتین کے حقوق، ماحولیات وغیرہ پر کام کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دستورِ پاکستان رفاہی اداروں کے کام کرنے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے ان کی سرگرمیوں کو قانونی تحفظ دیتا ہے اور انہیں فلاحی کاموں میں حصہ لینے کی ترغیب دیتا ہے جس سے معاشرے میں بہتری آتی ہے یہاں ضروری ہے کہ دستور پاکستان کی اہم اسلامی دفعات کا بھی جائزہ لیا جائے جن کی دستور میں موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان میں بلا امتیاز جنس و مذہب ، تمام انسانی بنیادی حقوق کا تحفظ پیش نظر رکھا گیا ہے۔ آئین پاکستان کی اسلامی دفعات میں اسلام کو ریاستی مذہب قرار دینا (دفعہ 2) اور قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کی ضمانت شامل ہے جس میں اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام (دفعہ 227-230) بھی شامل ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ کوئی قانون اسلام سے متصادم نہ ہو اور حکومت پر اسلامی اصولوں کی پابندی کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے (دفعہ 31) یہ دفعات پاکستان کو اسلامی جمہوریہ بناتی ہیں اور اس کے آئینی فریم ورک میں اسلام کی بالادستی کو یقینی بناتی ہیں[5]

اہم اسلامی دفعات:

دفعہ 2: پاکستان کو ایک اسلامی جمہوریہ قرار دیتا ہے اور اسلام کو ریاست کا مذہب تسلیم کرتا ہے۔۔ قراردادِ مقاصد: آئین کے دیباچے کے طور پر شامل ہے (بعد میں آئین کا حصہ بنادی گئی) جو ملک کے اسلامی نظریاتی بنیادوں پر قائم ہونے کی وضاحت کرتی ہے.

دفعہ 31: حکومت پر پابند ہے کہ وہ مسلمانوں کی زندگیوں کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کے لیے اقدامات کرے۔ دفعہ 227: یہ یقینی بناتی ہے کہ کوئی بھی قانون قرآن و سنت کے منافی نہیں بنایا جائے گا۔

اسلامی قوانین انسانی بنیادی حقوق کا تحفظ قائم رکھتے ہوئے خواتین کے حقوق کی ادائیگی کو بھی ممکن العمل بناتے ہیں پاکستان کی نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے 51 فیصد اس آبادی کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا عالمی سطح پر موجود حقوق نسواں کے ادارے بھی پاکستان کی حکومت کو پابند کرتے ہیں

5۔ محمود صفدر، دستور پاکستان ۱۹۷۳

کہ خواتین کی فلاح وبہبود کے لئے ہر سطح پر کام کیا جائے پاکستان کے دستور میں بھی اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ آئینی طور پر پاکستانی خواتین ووٹ ڈالنے، انتخابات میں حصہ لینے، عوامی دفاتر منعقد کرنے اور بیشتر پیشوں کی اہل ہیں وہ قانون جو خواتین کے حقوق اور ان کا تحفظ کرتے ہیں اور سیاسی و دینی تنظیموں کی جدوجہد کے نتیجے میں آئین کا حصہ ہیں پیش خدمت ہیں

گھریلو تشدد (روک تھام اور تحفظ) بل (۲۰۰۹)

ایسڈ کنٹرول اور ایسڈ کرائم سے بچاؤ ایکٹ ۲۰۱۰)

ورک پلیس ایکٹ (2010) میں خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف بل (۲۰۱۱)

پریشانی اور حراستی فنڈ میں خواتین (۲۰۱۱)

فوجداری قانون (ترمیمی) ایکٹ (تیزاب سے متعلقہ جرائم کی روک تھام کا نشانہ) (۲۰۱۱)

گھریلو تشدد سے بچاؤ اور تحفظ بل (۲۰۱۲)

قومی کمیشن برائے حیثیت برائے خواتین ایکٹ (۲۰۱۲)

جہیز اور دلہن کے تحفوں کا ایکٹ

خواتین، تشدد اور جرگہ ایکٹ

قرآن مجید سے شادی

خواتین زراعت بل ۲۰۱۹

قومی کمیشن برائے وقار نسواں

تحفظ نسواں بل

حدود آرڈیننس

اسلامی حقوق نسواں

تیزابی حملوں کے متاثرین کا بین الاقوامی ٹرسٹ

تیزاب سے حملہ

پاکستان میں طلاق

پاکستان میں نسائیت

پاکستان میں ناموسی قتل

پاکستان میں عصمت دری

ونی کی مذمت

پاکستانی خواتین وکلاء کا تحفظ

پنجاب کمیشن برائے خواتین کا قیام

اسلام میں عورت کی گواہی

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نظریاتی حیثیت کی وجہ سے دستور پاکستان ۱۹۷۳ ابتاحال قرارداد مقاصد کی موجودگی اور اسلامی دفعات کے عملی نفاذ کے لیے ایک مکمل اور بہترین دستاویز ھے یہ دستور خواتین کی فلاح، و بہبود کا ضامن ہے۔[6] پاکستان کی کل آبادی کا تقریباً 49 فیصد خواتین پر مشتمل ہے۔ اتنی بڑی تعداد کو بنیادی سہولیات (تعلیم، صحت، روزگار) سے محروم رکھنا معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔ رفاہی کام کے ذریعے ان کو وہ حقوق اور مواقع دیے جاسکتے ہیں. ملک کے کئی علاقوں میں خواتین کی تعلیم کی شرح بہت کم ہے۔ رفاہی تنظیمیں ان علاقوں میں غیر رسمی تعلیم، ہنر مندی، اور شعور بیداری کے پروگرامز کے ذریعے خواتین کو بااختیار بناسکتی ہیں۔ صحت کی سہولیات کی کمی خواتین، خاص طور پر دیہی علاقوں میں، بنیادی طبی سہولیات سے محروم ہوتی ہیں۔ زچگی، تولیدی صحت، اور ذہنی صحت کے لیے رفاہی تنظیموں کا کردار بہت اہم ہے۔[7]

رفاہی تنظیمیں کس طرح خواتین کے لئے فائدہ مند ہوتی ہیں؟

تشدد اور ہراسانی پاکستان میں گھریلو تشدد، جنسی ہراسانی، جبری شادی، اور ونی جیسے مسائل عام ہیں۔ رفاہی تنظیمیں قانونی مدد، پناہ گاہیں، اور کونسلنگ کے ذریعے متاثرہ خواتین کی مدد کر سکتی ہیں۔ پاکستان میں خواتین کے تحفظ و رفاہ کی ضرورت ایک ناگزیر حقیقت ہے۔ یہ نہ صرف خواتین کے مسائل کا حل ہے بلکہ ایک پرامن، ترقی یافتہ، اور انصاف پر مبنی معاشرے کے قیام کا ذریعہ بھی ہے۔ ریاست، سول سوسائٹی، اور دینی و رفاہی اداروں کو مل کر اس میدان میں بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔ شہروں میں خواتین انفرادی اور اجتماعی سطح پر مقاصد کی تکمیل میں خلوص نیت سے سرگرم عمل ہیں اور کسی حد تک کامیاب بھی ہیں مگر گاؤں اور دیہات میں حالات اس کے برعکس ہیں۔ پاکستان کی دیہی خواتین ناخواندگی، جہالت اور مردوں کی بالادستی کی وجہ سے ابتر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں ورلڈ بینک کی ایک رپورٹ کے مطابق دیہی خواتین کی گھریلو معشیت میں شراکت 80 فیصد ہے۔

- دیہی خواتین کی غیر رسمی معشیت میں حصہ 58 فیصد (ILO)
- زراعت میں خواتین کی شراکت کا حصہ 72 فیصد (FAO)

---

[6] **پاکستان کی دیہی خواتین کے سماجی مسائل اور ان کا تحقیقی مطالعہ**، مقالہ۔ مریم فقیر، بہاالدین ئونیورسٹی ملتان

[7]، عزیز، پاکستان کی دیہی خواتین اور زمین کی ملکیت: ایک مطالعہ، لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس، 2019، ج:1، ص:67۔

دیہی خواتین کی زندگی اکثر سخت جسمانی مشقت، محدود وسائل اور سماجی پابندیوں سے عبارت ہوتی ہے۔ یہ خواتین زراعت، مال، مویشی پالنے اور گھریلو امور میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کے عمومی حالات میں شامل ہیں۔[8]

دیہی علاقوں میں خواتین کی تعلیمی سطح کم ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے سماجی اور معاشی رکاوٹیں ہیں[9]

خواتین کی تعلیم تک رسائی محدود ہوتی ہے جس سے ان کی معاشرتی ترقی متاثر ہوتی ہے۔ تعلیم کی عام اور مفت رسائی ممکن بنا کر بہت اہم خدمت انجام دی جاسکتی ہے

صحت کی سہولیات کی عدم دستیابی اور غذائی قلت خواتین کے عمومی صحت کے مسائل پیدا کرتی ہے۔

"دیہی خواتین میں غذائی قلت کی شرح زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے صحت عامہ کے بنیادی ڈھانچے کی کمی ہے

خواتین کو اکثر کم اجرت پر کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ گھروں میں مشقت طلب کاموں کے ساتھ کھیتوں، کھلیانوں میں مردوں کا ہاتھ بٹانے کے باوجود عمومی زندگی میں بہتری کے آثار سے محروم ہیں۔ بھٹوں پر کام کرنے والی محنت کش خواتین سخت محنت کے باوجود غربت اور عسرت میں زندگی گزار رہی ہیں۔ گھروں میں دست کاری کرنے والی خواتین بھی قلیل معاوضہ حاصل کرپاتی ہیں۔ اسی طرح گھروں میں کام کرنے والی خواتین انتہائی قلیل اجرت پر کام کرنے پر مجبور ہیں اور حکومتی عدم توجہی کے باعث گوناگوں مسائل کا شکار ہیں۔ صحت، تعلیم، معاشی ابتری اور غربت و افلاس کے ساتھ ساتھ خواتین کو بے شمار معاشرتی و عائلی مسائل کا بھی سامنا ہے مثلاً جہیز کی بنیاد پر گھریلو تشدد، کم عمری میں شادی، جبری شادی، نومولد بیٹیوں کا قتل اور غیرت کے نام پر قتل۔ اگرچہ پاکستان میں نافذ العمل ۱۹۷۳ء کے آئین میں منفی مساوات کی ضمانت دی گئی ہے اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ صرف جنس کی بنیاد پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ حکومت نے تشدد کی روک تھام، ہراسگی اور کم عمری کی شادی سے متعلق تحفظ نسواں کے متعدد قوانین بنائے ہیں مگر خواتین کی کثیر تعداد گھر اور ملازمت کی جگہ مردانہ برتری کے ناروا سلوک کا شکار تو ہوتی ہے مگر مخصوص سماجی اور معاشرتی حالات کے پس منظر میں ان قوانین سے مکمل طور پر مستفید نہیں ہو پاتیں۔ وہ بنیادی حقوق جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے خواتین کو تفویض کیے تھے، مقامی رسم ورواج اور حدود و قیود کو دین سمجھ کر عورت سے چھین لیے جاتے ہیں۔

اگر ہم نے ملکی سطح پر سماجی فلاح و بہبود، معاشرتی نظم وضبط، معاشی استحکام اور سیاست و معاشرت کے شعبہ حیات میں ترقی کی منازل طے کرنی ہیں تو روایت و جدت میں توازن قائم کرتے ہوئے عورت کے مثبت کردار کو تسلیم کرنا ہوگا۔ قرآن و سنت میں موجود قوانین اور آئین پاکستان پر عمل در آمد کرتے ہوئے عورت کو ہر ممکن تحفظ فراہم کرنا ہوگا۔ حکومت اور فلاحی اداروں کو ترجیحی بنیادوں پر عوام میں آگاہی و شعور بیدار کرنا ہوگا۔ اسی صورت میں خواتین جو ہماری آبادی کا ۴۸.۷۶٪ ہیں ملکی تعمیر و ترقی میں فعال کردار ادا کرسکیں گی۔ دینی جماعتوں کی ممبران خواتین بیداری و آگاہی

---

8 عالمی بینک، سماجی و اقتصادی ترقی میں خواتین کا کردار، واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک، 2021، ص:92۔

9 یونیسکو، تعلیم، ثقافت اور ترقی کی عالمی رپورٹ، پیرس: یونیسکو، 2020، ص:67۔

سینٹرز کے زریعے یہ کام بہ خوبی انجام دیتی ہیں میڈیا پر پیش کیئے جانے والے پروگرامز، خبریں بیانات اسی بات کی عکاسی کرتی ہیں اس سلسلے میں سیاسی جماعتوں کے کردار بھی اہم ہیں اس آرٹیکل میں ہم دینی وسیاسی پاکستان کی سب سے بڑی تنظیم حلقہ خواتین جماعت اسلامی کی سرگرمیوں کا آئین پاکستان کی روشنی مین جائزہ لیں گے آئین پاکستان ابتداء سے بنیادی انسانی حقوق اور آئینی حقوق تسلیم کرتا ہے سب سے پہلے یہ دیکھ لیتے ہیں کہ قرآن و سنت کی روشنی میں خواتین کے حقوق جو آئین پاکستان میں بھی طے کئے گئے ہیں کون سے ہیں

☆تحفظ، عزت و قار خواتین کے بنیادی انسانی حقوق

اسلام نے سب سے پہلے حکومتی سطح سے خواتین کے حقوق کا تحفظ ممکن بنایا عورت کی عزت، حفاظت، اور احترام کو قانونا" فرض کی صورت میں عائد کیا قرآن کریم میں عورتوں کی عزت واحترام کرنے کا حکم دیا گیا ان کے جانی ومالی حقوق کے تحفظ پر پوری مکمل سورت سورہ نساء نازل کی گئی سورہ النور میں خواتین کی عصمت وآبرو کی حفاظت کا پورا نظام بنا کر دیا گیا

ا۔ عصمت وعفت کا حق:

معاشرے میں عورت کی عزت واحترام کو یقینی بنانے کے لیے اس کے حق عصمت کا تحفظ ضروری ہے۔ اسلام نے عورت کو حق عصمت عطا کیا اور مردوں کو بھی پابند کیا کہ وہ اس کے حق عصمت کی حفاظت کریں:

”قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ“O

”(اے رسول مکرم!) مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے پاکیزگی کا موجب ہے۔ اللہ اس سے واقف ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں“[10]

اسلام نے قانون کے نفاذ میں بھی عورت کے اس حق کو مستحضر رکھا۔ خلفائے راشدین کا طرز عمل ایسے اقدامات پر مشتمل تھا جن سے نہ صرف عورت کے حق عصمت کو مجروح کرنے والے عوامل کا تدارک ہوا بلکہ عورت کی عصمت وعفت کا تحفظ بھی یقینی ہوا۔

”ایک شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرے ایک مہمان نے میری ہمشیرہ کی آبروریزی کی ہے اور اسے اس پر مجبور کیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے پوچھا اس نے جرم کا اعتراف کر لیا۔ اس پر آپ نے حد زنا جاری کر کے اسے ایک سال کے لئے فدک کی طرف جلاوطن کر دیا۔ لیکن اس عورت کو نہ تو کوڑے لگائے اور نہ ہی جلاوطن کیا کیونکہ اسے اس فعل پر مجبور کیا گیا تھا۔ بعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کی شادی اسی مرد سے کر دی۔“[11]

اسی طرح کا ایک اور واقعہ یوں مذکور ہے۔

---

10 النور، ۲۴:۳۰

11 علی، المتقی، فی سنن الا قوال ولافعال ہندی، کنزالعمال، ۵:۴۱۱ بیروت 198

"استفاف رجل ناسا من هذيل فأرسلوا جارية لهم تحطب فأعجبت الضعيف فتبعها فأرادها علي نفسهانا متنعت فعاركها ساعة فانفلتت منه انفلاتة فرمته بحجر ففضت كبده فمات ثم جاء ت إلي أهلها فأخبرتهم فذهب أهلها إلي عمرا فأخبروه فأرسل عمر فوجد أثارهما فقال عمر قتيل الله لا يوري أبدا."[12]

"ایک شخص نے ہذیل کے کچھ لوگوں کی دعوت کی اور اپنی باندی کو لکڑیاں کاٹنے کے لیے بھیجا۔ مہمانوں میں سے ایک مہمان کو وہ پسند آگئی اور وہ اس کے پیچھے چل پڑا اور اس کی عصمت لوٹنے کا طلب گار ہوا لیکن اس باندی نے انکار کر دیا۔ تھوڑی دیر ان دونوں میں کشمکش ہوتی رہی۔ پھر وہ اپنے آپ کو چھڑانے میں کامیاب ہوگئی اور ایک پتھر اٹھا کر اس شخص کے پیٹ پر مار دیا جس سے اس کا جگر پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچی اور انہیں واقعہ سنایا۔ اس کے گھر والے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر گئے اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاملہ کی تحقیق کے لیے کچھ لوگوں کو بھیجا اور انہوں نے موقع پر ایسے آثار دیکھے، جس سے دونوں میں کشمکش کا ثبوت ملتا تھا۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ نے جسے مارا ہے اس کی دیت کبھی نہیں دی جاسکتی۔"

۔**عزت اور رازداری کا حق:** معاشرے میں عورتوں کی عزت اور عفت و عصمت کی حفاظت ان کے رازداری کے حق کی ضمانت میں ہی مضمر ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو رازداری کا حق عطا فرمایا اور دیگر افراد معاشرے کو اس حق کے احترام کا پابند کیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَO فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ"[13]O

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہوا کرو جب تک (اس امر کی) اجازت نہ لے لو اور اہلِ خانہ پر سلام کہو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم ان باتوں سے نصیحت حاصل کرو o اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو ان میں داخل نہ ہو، جب تک تمہیں (اندر جانے کی) اجازت نہ ملے یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے"

عورتوں کی تنہائی یعنی پرائیویسی کا خیال دینِ اسلام میں سب سے پہلے خواتین کا حق قرار دیا گیا کسی کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے کے اس عام حکم کے بعد فرمایا کہ تم کسی کے گھر سے کوئی چیز طلب کرنا چاہو تو تمہارا فرض ہے کہ پردے کے پیچھے سے سوال کرو تاکہ ایک دوسرے کا سامنا نہ کرنا پڑے جو دونوں کے لئے اخلاقی لحاظ سے اچھا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

---

[12] عبد الرزاق، الصنعانی، المصنف، ۹: ۴۳۵ بیروت، المکتب السلامی، 1983

[13] النور ۲۴: ۲۷۔۲۸

"وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ."

"اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز طلب کرو تو ان سے پردے کے باہر سے مانگ لو۔ یہ تمہارے دلوں کے لئے اور ان کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔"[14] عورتوں کے حق رازداری و عصمت وعفت کی حفاظت کے لئے پردہ کے احکام آئے۔ قرآن حکیم میں خواتین کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور اپنی آرائش وزیبائش کو افشانہ کرنے کی تعلیم دے کر اس پاکیزگیٔ معاشرت کی بنیاد رکھی گئی جو خواتین کے حق رازداری و عصمت وعفت کی حفاظت کو یقینی بنا سکتی ہے:

"وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"O

"اور آپ مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش وزیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے (اسی حصہ) کے جو اس میں سے خود ظاہر ہوتا ہے اور وہ اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے (اور چادریں) اپنے گریبانوں اور سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں کے۔ **عزت اور رازداری کا حق:**

معاشرے میں عورتوں کی عزت اور عفت و عصمت کی حفاظت ان کے رازداری کے حق کی ضمانت میں ہی مضمر ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو رازداری کا حق عطا فرمایا اور دیگر افراد معاشرے کو اس حق کے احترام کا پابند کیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَO فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ"[15]O

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہوا کرو جب تک (اس امر کی) اجازت نہ لے لو اور اہل خانہ پر سلام کہو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم ان باتوں سے نصیحت حاصل کرو o اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو ان میں داخل نہ ہو، جب تک تمہیں (اندر جانے کی) اجازت نہ ملے یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے"

[14]۔ الاحزاب، ۳۳:۵۳

[15] النور ۲۴:۲۷۔۲۸

عورتوں کی تنہائی یعنی پرائیویسی کا خیال دین اسلام میں سب سے پہلے خواتین کا حق قرار دیا گیا کسی کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے کے اس عام حکم کے بعد فرمایا کہ تم کسی کے گھر سے کوئی چیز طلب کرنا چاہو تو تمہارا فرض ہے کہ پردے کے پیچھے سے سوال کرو تاکہ ایک دوسرے کا سامنا نہ کرنا پڑے جو دونوں کے لئے اخلاقی لحاظ سے اچھا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

"وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ."

"اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز طلب کرو تو ان سے پردے کے باہر سے مانگ لو۔ یہ تمہارے دلوں کے لئے اور ان کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔"[16] عورتوں کے حق رازداری و عصمت و عفت کی حفاظت کے لئے پردہ کے احکام آئے۔ قرآن حکیم میں خواتین کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے اور اپنی آرائش و زیبائش کو افشا نہ کرنے کی تعلیم دے کر اس پاکیزگیء معاشرت کی بنیاد رکھی گئی جو خواتین کے حق رازداری و عصمت و عفت کی حفاظت کو یقینی بنا سکتی ہے:

"وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُوْلِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"O

"اور آپ مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش و زیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے (اسی حصہ) کے جو اس میں سے خود ظاہر ہوتا ہے اور وہ اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے (اور چادریں) اپنے گریبانوں اور سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب، مسلمان) عورتوں یا اپنی مملوکہ باندیوں کے یا مردوں میں سے وہ خدمتگار جو خواہش و شہوت سے خالی ہوں یا وہ بچے جو (کمسنی کے باعث ابھی) عورتوں کے پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے (یہ بھی مستثنیٰ ہیں) اور نہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر اس طرح) مارا کریں کہ (پیروں کی جھنکار سے) ان کا وہ سنگھار معلوم ہو جائے جسے وہ (حکم شریعت سے) پوشیدہ کیے ہوئے ہیں اور تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو اے مومنو! تاکہ تم (ان احکام پر عمل پیرا ہو کر) فلاح پا جاؤ"[17]

[16] ۔ الاحزاب، ۳۳:۵۳

[17] النور، ۲۴:۳۱

حق تعلیم وتربیت:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کی تعلیم و تربیت کو اتنا ہی اہم اور ضروری قرار دیا ہے جتنا کہ مردوں کی۔ اسلامی معاشرے میں یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی شخص لڑکی کو لڑکے سے کم درجہ دے کر اس کی تعلیم و تربیت نظر انداز کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”الرجل تکون له الامة فیعلمها فیحسن تعلیمها و یودبها فیحسن ادبها ثم یعتقها فیتزوجها فله اجران.“

”اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو پھر وہ اسے تعلیم دے اور یہ اچھی تعلیم ہو۔ اور اس کو آدابِ مجلس سکھائے اور یہ اچھے آداب ہوں۔ پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس شخص کے لیے دوہرا اجر ہے۔“[18]

یعنی ایک اجر تو اس بات کا کہ اس نے اسے اچھی تعلیم دی اور اچھے آداب سکھائے اور دوسرا اجر اس امر کا کہ اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اور اس طرح اس کا درجہ بلند کیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام اگر باندیوں تک کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کو کارِ ثواب قرار دیتا ہے تو وہ آزاد لڑکوں اور لڑکیوں کے تعلیم سے محروم رکھے جانے کو کیونکر گوارا کر سکتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا کہ اس کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے:

”طلب العلم فریضة علي کل مسلم.“

”علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔“[19]

اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے حسن سلوک کی تعلیم دی اور زندگی کے عام معاملات میں عورتوں سے عفو و در گزر اور رافت و محبت پر مبنی سلوک کی تلقین فرمائی:

”عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال : المرأة كالضلع ان اقمتها كسرتها وان استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج.“۔[20]

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت پسلی کی مانند ہے اگر اسے سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اگر اسی طرح اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو ورنہ اس کے اندر ٹیڑھا پن موجود ہے۔“

---

[18] 1 محمد بن اسماعیل بخاري، الصحیح، کتاب الجهاد، باب فضل من أسلم، ۳:۱۰۹۶

[19] محمد بن یزید ابن ماجه سنن ابن ماجه، السنن، المقدمه، باب فضل العلماء، ۱:۸۱، رقم ۲:۲۲۴ ابو یعلیٰ، المسند، ۵:۲۲۳، رقم:۲۸۳۷ مکتبہ المعارف 2002

[20] ۔ ابو الحسین مسلم بن حجاج، بن مسلم القشیری، نیشاپوری مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیة بالنساء، رقم الحدیث: ۳۶۴

”عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال : من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يؤذي جاره واستوصوا بالنساء خيرا، فانهن خلقن من ضلع و ان اعوج شئ في الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج فاستوصوا بالنساء خيرا۔“[21]

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے، اور عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں ہیں۔ اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے لگو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کے حال پر چھوڑے رہو گے تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو۔“

حق ملکیت وحق وراثت:

اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حق ملکیت عطا کیا۔ وہ نہ صرف خود کما سکتی ہے بلکہ وراثت کے تحت حاصل ہونے والی املاک کی مالک بھی بن سکتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

”لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ۔“

”مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔“[22]

عورت کا حق ملکیت طلاق کی صورت میں بھی قائم رہتا ہے۔ طلاق رجعی کے بارے میں ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ اگر شوہر نے ایسی بیماری جس میں ہلاکت کا خطرہ ہو، کے دوران میں اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر دورانِ عدت اسی بیماری سے مر گیا تو بیوی اس کی وارث ہو گی اور اگر بیوی مر گئی تو شوہر اس کا وارث نہیں ہو گا۔ یہی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

'اذا طلقها مريضا ورثته ما كانت في العدة ولا يرثها۔“[23]

”اگر شوہر نے اپنی بیماری کی حالت میں بیوی کو طلاق دے دی تو بیوی دوران عدت اس کی وارث ہو گی لیکن شوہر اس کا وارث نہیں ہو گا۔“

وہ معاشرہ جہاں بیٹی کی پیدائش کو ذلت ورسوائی کا سبب قرار دیا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو احترام وعزت کا مقام عطا کیا۔ اسلام نے نہ صرف معاشرتی وسماجی سطح پر بیٹی کا مقام بلند کیا بلکہ اسے وراثت کا حق دار بھی ٹھہرایا، ارشادِ ربانی ہے:

”يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلاَدِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ۔“[24]

---

[21] محمد بن اسماعیل خاري، الصحیح، کتاب النکاح، باب المدارۃ مع النساء، ۵:۱۹۸۷، رقم الحدیث:۴۸۸۹

[22] النساء، ۴:۳۲

[23] الصنعانی. عبد الرزاق، المصنف، ۷:۶۴، رقم الحدیث:۱۲۲۰ المکتب السلامی 1983

[24] النساء ۴:۱۱

"اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لیے اس ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے اور اگر وہ اکیلی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے۔"

قرآن حکیم میں جہاں عورت کے دیگر معاشرتی و سماجی درجات کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے، وہاں بطور بہن بھی اس کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ بطور بہن عورت کا وراثت کا حق بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا:

"وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ"

"اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی وراثت تقسیم کی جارہی ہو جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ کوئی اولاد اور اس کا ماں کی طرف سے ایک بھائی یا ایک بہن ہو (یعنی اخیافی بھائی یا بہن) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے پھر اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ تقسیم بھی) اس وصیت کے بعد (ہو گی) جو (وارثوں کو) نقصان پہنچائے بغیر کی گئی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد۔"[25]

یہ قرآنِ حکیم ہی کی تعلیمات کا عملی ابلاغ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوی سے حسن سلوک کی تلقین فرمائی:

"عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : جاء رجل الي النبي ﷺ فقال : يا رسول الله! اني كتبت في غزوة كذا و كذا و امراتي حاجة، قال : ارجع فحج مع امراتک"

"ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم واپس چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔"[26]

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث مبارکہ میں عورت کے اس حق کی پاسداری کی تلقین فرمائی: "فاتقو الله في النساء فإنكم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله، ولكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احدا تكرهونه، فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح، ولهن عليكم رزقهن و كسوتهن بالمعروف."

"عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر اپنے ماتحت کیا ہے اور اللہ کے کلمہ (نکاح) سے انہیں اپنے لیے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ کسی آدمی کو تمہارا بستر نہ روندنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم ان کو ایسی سزا دو جس سے چوٹ نہ لگے اور ان کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ تم انہیں دستور (شرعی) کے موافق خوراک اور لباس فراہم کرو۔"[27]

[25] النساء۴:۱۲

[26] محمد بن اسماعیل بخاری، الصحیح، کتاب الجهاد، باب کتابة الإمام الناس، ۳:۱۱۱۴، رقم الحدیث:۲۸۹

[27] ابو الحسین، مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، الصحیح، کتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ، ۲:۸۸۹، رقم الحدیث:۱۲۱

اسلام خواتین کو نسلوں کی امین امت کی ماں، معاشرے کا ستون قرار دیتا ہے جس کے ہاتھوں میں ایک خاندان ہی نہیں پورا ایک عہد پلتا ہے اسی لئے معاشرے میں خواتین کے حقوق کی پاسداری، تحفظ، عزت وناموس و وقار کی بحالی حکومت کے ایوانوں سے لے کر ہر سطح کے زمہ دار اداروں کا فرض اولین ہے یہ فرائض پاکستان کی خواتین خود بھی بخیر وخوبی انجام دے رہی ہیں اسکا اہتمام دینی وسیاسی پلیٹ فارمز سے کیا جاتا ہے ہم اسلامی تاریخ کے ان روشن ابواب کا بھی جائزہ مختصرا" یہاں پیش کرینگے تاکہ اندازہ کیا جاسکے کہ مسلم خواتین ماضی میں بھی EMPOWERD تھیں جس کا خواب آج مغرب اور مشرق کی خواتین دیکھ رہی ہیں اور اس منزل کی متلاشی ہیں جو کبھی ان کا طرہ امتیاز تھا۔

اسلام کی درخشاں تاریخ میں خواتین کا نمایاں اور امتیازی کردار نظر آتا ہے اللہ تعالی نے عورت کو مرد کا ضمیمہ قرار نہیں دیا نہ ہی عورت کو محکوم ، مجبور اور مظلوم غلامانہ کردار میں پیش کیا مومن مسلم عورت باوقار، جریِ فہم وفراست کی حامل، صائب الرائے ذکی وفہیم دکھائی دیتی ہے جو انبئیا اکرام کا حوصلہ بنتی ہے مشیر بنتی ہے امت کی خواتین کے لئے قیادت وسیادت کا منصب سنبھالتی ہے جلیل القدر صحابہ، تبع تابعین، سپہ سالار، شجاعت کے کرداروں کی تربیت اپنی گود سے لے کر جوانی تک کرتی ہے اس کیبہت ساری مثالیں قرآن کریم کے علاوہ تاریخ کے سنہرے اوراق میں آج بھی رقم ہیں اللہ تبارک وتعالی نے جس طرح مردوں سے دین کی خدمت لی ہے، اسی طرح عورتوں سے بھی خدمت لیتے آئے ہیں، قرآن کریم میں سورۃ النمل اور سورۃ القصص دو مفصل سورتیں ہیں، ایک میں ملکہ بلقیس کی حقیقت پسندی اور ایمان ذکر فرمایا ہے اس کے بعد متصل سورت میں فرعون کا قصہ ہے، اس میں اشارہ ہے کہ بعض عورتیں مردوں سے زیادہ حقیقت پسند اور زیادہ دین کا کام کرنے والی ہوتی ہیں۔ بلقیس کا قصہ مشہور ہے کہ: جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدہد کے ذریعے پتا چلا کہ وہاں ایک عورت ہے جو تملکھم (ان کی بادشاہ ہے) قابل تعجب بات یہ ہے کہ: ۱:-عورت ہے اور ملکہ ہے۔ ۲:-دوسری تعجب کی بات یہ ہے کہ اُوتیت من کل شیء، کہ اس کے پاس ہر قسم کا ساز وسامان ہے۔ ۳:- تیسری تعجب کی بات یہ ہے کہ ولھا عرش عظیم کہ عظیم الشان تخت کی مالکہ ہے۔ ۴:-اور چوتھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس کو اور اس کی قوم کو میں نے دیکھا کہ وہ سورج کی عبادت کرتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو خط لکھا، ملکہ بلقیس نے اپنے وزیروں اور مشیروں سے اس خط کے تناظر میں مشورہ کیا اور بادشاہی روایات کے مطابق حضرت سلیمان کو ہدیہ بھیجا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدیہ واپس فرمایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی اور تبلیغ کی۔[28] ملکہ بلقیس کی فہم وفراست، قوت فیصلہ مثالی ہے، وہ اتنی حقیقت پسند تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک بار دعوتِ اسلام سے متأثر ہو کر اسلام قبول کرلیا اور کوئی ردوقدح نہیں کی۔[29] حضرت آسیہ کی طرح حق شناسِ حضرت عائشہ کی طرح فہیم حضرت ام عمارہ کی طرح جنگجو بے شمار مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خواتین ہر دور میں سیاسی وسماجی کردار ادا کرنے میں صف اول کا کردار ادا کرتی رہی ہیں یہ سلسلہ ہر دور میں مشرق ومغرب میں تاحال جاری ہے گویا خواتین کی شمولیت میدان کارزار سے لے کر امن وسلامتی تک ناگزیر ہے عربی میں شعر ہے۔

---

[28] السبا، ۳۴:۲۰

[29] النمل ۲۷:۱۰

و لا التأنيث لاسم الشمس عيب
و لا التذكير فخر للهلال

ترجمہ:۔"مؤمن ہونا شمس کے لئے عیب کی بات نہیں ہے، شمس مؤنث ہے اور اعلیٰ درجے کی چیز ہے، اور ہلال کے لئے مذکر ہونا فخر کی بات نہیں ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عورتیں ناقصات العقل و ناقصات الدین ہیں، ناقصات الدین کا[30] مطلب یہ ہے کہ بعض ایام ایسے آتے ہیں کہ جس میں وہ دین پر عمل نہیں کر سکتیں، یعنی اس نقص کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں ان کے اختیار کو کوئی دخل ہے، بلکہ یہ ایسے ہے جیسے ہم کہیں کہ فلاں کا قد چھوٹا ہے اور شاخ تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا، حالانکہ وہ اپنی جگہ کامل مرد ہے۔ اسی طرح عورتوں کو ناقصات العقل کہا گیا ہے۔ عقل کی دو قسمیں ہیں: ۱:.. عقل شرعی، ۲:... عقل عرفی۔ عورتوں میں عقل عرفی بہت اعلی درجے کی ہے۔ شریعت نے عورتوں کو کس طرح ناقصات العقل کہا ہے؟ تو اس کا آسان جواب ہے کہ ناقصات العقل سے مراد عقل شرعی ہے، عقل عرفی عورتوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے حدیث میں "ناقصات العقل" کا مطلب عورت کی مجموعی ذہانت میں کمی نہیں بلکہ مخصوص فطری حالات میں احتیاطی تدابیر ہیں۔ دین اسلام نے جہاں عورت کی فطری صلاحیتوں کو اہمیت دی ہے وہیں بعض معاملات میں سہولت اور نرمی بھی فراہم کی ہے تاکہ وہ اضافی بوجھ سے بچ سکے۔[31]

جیسے حضرت بلقیس بھی عورت تھی اور اسی طرح حضرت آسیہ بنت محازب فرعون کے گھر میں تھیں اور فرعون کے گھر میں پلی بڑھی فرعون کی بیوی تھی اس کے باوجود اللہ نے ان کو اعلیٰ درجے کی ہدایت کی توفیق نصیب فرمائی تھی فرعون کا مقابلہ کیا اور سخت مشقتوں کو برداشت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جن باکمال عورتوں کا تذکرہ ملتا ہے ان میں حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن بہت نمایاں ہیں ان میں سے ہر خاتون کی دینی، علمی، عملی ہر اعتبار سے ہر ایک کی الگ خصوصیت تھی گویا ہمیں یہ حکم ہو رہا ہے کہ ہماری عورتوں کو ان خصوصیات کے اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے حضرت خدیجۃ الکبری کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ اس دور کی بہترین بزنس ویمن تھیں تجارت پیشہ کامیاب خاتون وہ زوجہ رسول بنیں یہ ان کا اپنا انتخاب تھا دین کے لئے جتنی خدمت انہوں نے کی، وہ بے مثال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور ان کو تسلی دینا اور ان پر اپنا مال خرچ کرنا اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں رہنا اور بھوک و پیاس برداشت کرنا، یہ ان کی خصوصیات تھیں، [32] اس خصوصیت کو ہم بھی اور ہماری عورتیں بھی اختیار کریں کہ اپنا مال دین پر خرچ کریں اور دین کے راستے میں بچے اور بچیوں پر تکلیف آئے یا شوہر پر تکلیف آئے تو ان کو حوصلہ دیں اور خود بڑھکر اپنی خدمات پیش کریں جتنا عمل اونچا ہوتا ہے جزاء بھی اتنا ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جبریل نے مجھے فرمایا کہ: میں خدیجہ کو ایسے محل کی خوشخبری دوں جو موتی کا بنا ہوا ہے۔ جنہوں نے دین میں مشقت برداشت کی ان کے ساتھ خاص فضل و کرم اور راحت والا معاملہ ہو گا ایک پہلو تو یہ ہے اس پہلو سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ دوسری عورت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

30 محمد بن یزید ابن ماجہ، 4003، باب فتنہ النسا، ریاض مکتبہ المعارف 2007

31 صارم، محمد، عورت کی عقل اور دین کی کمی اکی اسلامی وضاحت، توحید۔کام

32 سمیحہ قاضی، سیرت خدیجھتہ الکبری، منشورات۔لاہور ۲۰۲۰، ص ا

گھر میں تھیں وہ حضرت عائشہ رض ہیں حضرت عائش کا شمار مکثرات صحابہ میں سے ہے، اور ان سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔[33] علم کے میدان کی شاہ سوار معلمہ دینی علوم کا بہت بڑا حصہ ان کے زریعے ہم تک پہنچا ہے۔ تو ہماری خواتین کا فرض یہ ہے کہ وہ حضرت عائشہ کی وراثت کو سنبھالیں، ان کی وراثت، علم کا پھیلانا ہے، حضرت عائشہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی علم سکھاتی تھیں اور رشتہ داروں کے علاوہ دوسرے مرد صحابہ بھی پردے کے پیچھے بیٹھ کر ان سے علمی استفادہ کرتے تھے جس پر کئی احادیث دال ہیں کہ پردے کے پیچھے سے حضرت عائشہ نے یہ فرمایا، یہ فرمایا وغیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کی ایک خاتون حضرت فاطمہ تھیں ان کو ایک نمایاں خصوصیت یہ حاصل تھی کہ وہ گھر کا کام کاج خود کیا کرتی تھیں، وہ واقعہ تو سب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام اور خادمائیں آئی تھیں حضرت فاطمہ نے گھر کے کام کاج کے لئے ایک خادم طلب فرمایا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادم عطا نہیں فرمایا بلکہ اس کی جگہ تسبیحاتِ فاطمہ سکھائیں۔[34] اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ تسبیحاتِ فاطمہ کو غنیٰ، مال داری اور رزق کی وسعت میں بہت بڑا دخل ہے۔ دوسری بات مینیجمنٹ گھر کی بچوں کی نسل کی آپ علیہ السلام کے گھر کی تینوں خواتین کی خصوصیات پر ہمیں نظر رکھنی چاہئے۔ پھر آج کل عورتوں کے مسائل اتنا زیادہ ہیں کہ مردوں کے لئے ان کا سمجھنا تو آسان مگر ان کا سمجھانا مشکل ہے، اور اگر عورت عورت کے ذریعے علم سیکھتی ہے تو اسے زیادہ فائدہ ہوتا ہے، علمی و فکری ہی نہیں طبی مسائل، نفسیاتی و جسمانی مسائل، سماجی و معاشرتی مسائل عورتوں کے زریعے بہترین طریقے سے کئے جاسکتے ہیں۔

اسلام نے عورتوں اور خواتین کے لیے جو حقوق متعین کیے ہیں، وہ ان کے حالات، طبیعت اور جسمانی و ذہنی ساخت اور جبلت و خلقت کے بالکل موافق ہیں۔ اسلام نے ان کو نہایت ہی بلند و بالا مقام سے نوازا ہے، دیگر اقوام عالم کی طرح ان کو محض خادمہ کی حیثیت نہیں دی، یا ان کو محض تفریحِ طبع کا سامان تصور نہیں کیا ہے بلکہ اسلام نے ان کو معاشرے اور سماج میں باوقار اور باعظمت افراد کے زمرے میں داخل کر کے حقِ مساوات و برابری کا نظریہ پیش کیا۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ:

”عرب میں رسم تھی کہ باپ اپنی بیٹی کو نہایت سنگ دلی اور بے رحمی سے زندہ زمین میں گاڑ دیتا تھا، بعض تو تنگ دستی اور شادی بیاہ کے اخراجات کے خوف سے یہ کام کرتے تھے اور بعض کو یہ عار تھی کہ ہم اپنی بیٹی کسی کو دیں گے تو وہ ہمارا داماد کہلائے گا۔ قرآن نے آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہوگا کہ کس گناہ پر ان کو قتل کیا تھا، یہ مت سمجھنا کہ ہماری اولاد ہے، اس میں ہم جو چاہیں تصرف کریں؛ بلکہ اولاد ہونے کی وجہ سے جرم اور سنگین ہو جاتا ہے۔“[35]

دورہ جاہلیت میں ان کا یہ نظریہ بھی تھا کہ عورت مال کماتی نہیں ہے؛ اس لیے اس کو زندہ رہنے کا بھی حق نہیں ہے۔

---

[33] منصوری، زبیر سیرت عائشہ رض، معارف اسلامی، کراچی، ۲۰۱۸ء

[34] مولانا الرحمٰن گوہر، سیرت صحابیات، منشورات، ، لاہور، ص ۱۰۴

[35] فوائد عثمانی بر ترجمہ شیخ الہند: ۷۷۹

مولانا عبد الماجد دریابادیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"متعدد جاہلی قوموں کا نظریہ رہا ہے کہ چوں کہ عورتوں میں یہ صلاحیت نہیں، باصلاحیت انسان صرف مردوں ہی میں پیدا ہوتے ہیں؛ اس لیے عورت کو قومی دولت میں شرکت کا اور اسے زندہ رہنے کا ہی کوئی حق نہیں۔ عرب جاہلی میں بھی یہی نظریہ عام تھا۔"[36]

بعض عرب کا یہ نظریہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں لہٰذا اپنی ان بیٹیوں کو مار کر فرشتوں کے ساتھ لاحق کر دو اللہ ہی ان لڑکیوں کا زیادہ حق دار ہے۔ ان کا یہ خیال بھی تھا کہ اگر جنگ ہوئی دشمن تو ان لڑکیوں کو قید کرلے گا اور ان کو باندی بنالے گا اس لیے ان کو پیدائش کے بعد ہی دفن کر دو۔ ان دونوں اسباب کو تفسیر قرطبی میں اس طرح بیان کیا ہے:[37]

"وكانُوا يَدفنونَ بناتِهِم أحياءً لخصلتينِ، إحداهما كانوا يقولونَ: إنَّ الملائكةَ بناتُ اللهِ، فألحقُوا البناتِ بهِ، الثانيةُ إما لمَخافةِ الحاجةِ والإملاقِ، وإمَّا خوفاً منَ السبيِ والاسترقاقِ."

"اہل عرب اپنی لڑکیوں کو دو وجہوں سے زندہ دفن کر دیتے تھے۔ ایک وجہ یہ تھی وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں لہٰذا ان بیٹیوں کو بھی اللہ کو سپرد کر دو وہی ان کا زیادہ مستحق ہے۔ دوسری وجہ یہ تھی یا تو وہ حاجت اور مفلسی تھی یا پھر قید اور باندی بنائے جانے کا خوف۔ یعنی اگر جنگ ہو گی تو دشمن ان کو گرفتار اور قید کر کے غلام و باندی بنالیں گے اس لیے ان کو بچپن ہی میں قتل کر دا اسلام کی تعلیمات نے ان تمام جاہلانہ رسومات کا خاتمہ کر دیا گیا خاندان کی بقا اور نسل کا استحکام عورت اور مرد کے جائز رشتے کا مرہون منت قرار پایا اللہ تبارک وتعالی نے نسل انسانی کی بقا اور تا قیامت توالد وتناسل کے سلسلہ کو باقی اور قائم رکھنے کے لیے مرد و عورت کے درمیان رشتۂ ازدواجی کی بنیاد رکھی اور عورتوں (بیویوں) کی تخلیق کی حکمت ومصلحت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ان کو اس لیے پیدا کیا؛ تاکہ شوہر ان سے سکون وراحت حاصل کرے۔"[38]

فرمان باری تعالیٰ ہے:

"وَمِنْ آيَاتِه أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوْا إِلَيْهَا، وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً، إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔"[39]

"اور ان ہی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت وہمدردی پیدا کر دی۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔"[40]

---

36 دریابادی، عبد الماجد، تفسیر ماجدی،، ۱۹۷۷ء، ۴/ ۳۴

37 امام احمد بن عبد اللہ، تفسیر قرطبی، احکام القرآن، اردو، ۲۰۱۸ء، ج:۱۹، ص:۲۳

38۔ توقیر، عالم، قاسمی، دار العلوم، شمارہ:۱۰، ج:۱۰۶، ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۲ء

39 الروم ۳۰:۲۱

40۔ القرآن الکریم، النساء، تفسیر عثمانی

یہ آیت آیاتِ احکام میں بہت اہم ہے اور گویا اسلام کی مجلسی و خانگی نظام زندگی کے لیے سنگ بنیاد ہے۔ یہاں اصولی طور پر تین باتیں بیان ہوئی ہے مردوں کو بتایا گیا کہ تمہاری بیویاں تمہاری ہی ہم جنس مخلوق ہیں ترکیب حیات میں تمہاری ہی مثل، تمہاری ہی جیسی خواہشیں، جذبات، احساسات رکھنے والی ہیں، مخلوق بے روح نہیں ہے ان کی غایت آفرینش یہی ہے کہ وہ تمہارے لیے سرمایۂ راحت اور باعث سکون ہوں، تمہارا دل ان سے لگے اُن کا دل تم سے بہلے تمہارے ان کے تعلقات کی بنیاد ہی باہمی محبت، اور اخلاص و ہمدردی ہونا اسلام میں عورت مرد کی کنیز نہیں، جیسا کہ بعض دوسرے مذہبوں میں ہے بلکہ اس کی صاحبہ، انیس، رفیق و مصاحب ہے۔[41]

حضرت مفتی محمد شفیعؒ دیوبندی مذکورہ آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

لِتَسْكُنُوٓا إِلَيْهَا: یعنی ان کو اس لیے پیدا فرمایا کہ تمہیں ان کے پاس پہنچ کر سکون ملے، مرد کی جتنی ضروریات عورت سے متعلق ہیں ان سب میں غور کیجیے تو سب کا حاصل سکونِ قلب اور راحت و اطمینان نکلے گا قرآن کریم نے ایک لفظ میں ان سب کو جمع کر دیا ہے اس آیت نے مرد وعورت کی ازدواجی زندگی کا مقصد سکونِ قلب قرار دیا ہے اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ طرفین ایک دوسرے کا حق ادا کریں۔ ورنہ حق طلبی کے جھگڑے خانگی سکون کو برباد کر دیں گے۔ آج کی خواتین ایسے ہی ہزاروں مسائل کا شکار ہیں اور عدل کا فقدان انہیں انکے جائز حقوق سے بھی محروم رکھتا ہے ایسے میں انتہائی ناگزیر ہے کہ خواتین کی فلاح و بہبود کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے لئے باقائدہ کام کیا جائے۔

"جَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً": یعنی اللہ تعالیٰ نے زوجین کے درمیان صرف شرعی اور قانونی تعلق نہیں رکھا بلکہ ان کے دلوں میں مودت اور رحمت پیوست کر دی وَدّ اور مَوَدّۃ کے لفظی معنی چاہنے کے ہیں، جس کا ثمرہ محبت و الفت ہے یہاں حق تعالیٰ نے دو لفظ اختیار فرمائے، ایک مودّت، دوسرے رحمت، ممکن ہے اس میں اشارہ اس طرف ہو کہ مودت کا تعلق جوانی کے اس زمانے سے ہو جس میں طرفین کی خواہشات ایک دوسرے سے الفت و محبت پر مجبور کرتی ہیں اور بڑھاپے میں جب یہ جذبات ختم ہو جاتے ہیں تو باہمی ہمدردی طبعی ہو جاتی ہے۔ کما ذکرہ القرطبی عن البعض۔[42]

شریعت اسلامیہ کا نقطہ نظر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے متعلق اسلام کا پیش کردہ تصور زیادہ جامع اور خواتین کی عزت و احترام کے ہر گوشہ پر محیط ہے۔ اسلام خواتین کی عزت و عصمت کا علم بردار ہے۔ CEDAW کا یہ کہنا کہ خواتین کی عزت و عصمت کے لیے نئے قوانین بنائے جائیں، ایک مکمل طور پر ناجائز مطالبہ ہے۔ شریعت اسلامیہ نے خواتین کی عزت و عصمت کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو اسے عملی طور پر کر کے بھی کامل نمونہ دیا جو قیامت تک آنے والی بنی نوع انسانی کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خواتین کو مکمل حقوق عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی عصمت و عزت کی حفاظت مرد کے ذمہ ہے بلکہ عمومی احکامات صادر کرتے ہوئے فرمایا

---

[41] دریاآبادی، عبدالماجد، مولانا، تفسیر ماجدی، ۱۹۷۷ء

[42] عثمانی، تقی، معارف القرآن: ۶/ ۳-۳۷۴، تفسیر عثمانی، سورۃ النساء،

[43]''كُلُ المُسلِمِ علٰى المِسلِمِ حَرَامُ دمُهُ وَ مَالُهُ و عِرضُهُ'

''ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے۔''

'' معاشرت، معیشت ہو یا سیاست۔ خواتین بھی مردوں کی طرح ان سب میں قانونی گنجائش رکھتی ہیں۔''

اسلام مرد اور عورت کو برابر قرار دیتا ہے۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

''إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ'' [44]

''بے شک عورتیں مردوں کے برابر ہیں۔''

مندرجہ بالا حدیث سے استدلال لفظ شقیق سے ہے۔ عربی زبان میں شقیقہ کسی چیز کے درمیان سے پھٹے ہوئے دو برابر حصوں کو کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا روایت میں اسی مفہوم کے تحت عورت کو مرد کا شقیقہ کہا گیا ہے۔ یہ عورت کی اسلام میں حیثیت کی صحیح تعبیر ہے۔ اسلام کے مطابق عورت اور مرد دونوں ایک کل کے دو برابر اجزا ہیں، اس کا آدھا حصہ عورت ہے اور آدھا حصہ مرد۔ اس اعتبار سے یہ بات عین درست ہو گی کہ عورت کو نصف انسانیت کا لقب دیا جائے۔ حقیقت یہ کہ شریعت اسلامیہ میں خواتین کو معاشرے کا اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيهِنَّ بِالمَعروف''[46][45]

''اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے ان پر ہیں''

واتین کو بھی ووٹ اور سرکاری عہدوں کے لیے منتخب ہونے کے لیے برابری حق حاصل ہے۔ حکومتی فیصلہ سازی اور ان کی تکمیل میں خواتین کو بھی حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔ انہیں NGOs میں بھی شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔''

اسلام میں خواتین کے سیاسی حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے، چنانچہ قرآنِ پاک میں نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر خواتین کی بیعت کا ذکر موجود ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ''، [47]

---

[43] سلیمان بن اشعث ابو داؤد، سنن ابو داؤد، السنن، حدیث: ۴۸۸۲ ریاض مکتبہ المعارف 2003

[44] لترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع السنن (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)

[45] البقرہ، ۲:۲۲۸

[46] النساء ۴:۳۶

[47] الممتحنہ ۶۰:۱۸

"اے نبی ﷺ! جب مومن عورتیں آپ کے پاس ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ نہ تو اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک کریں گی، نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی کوئی ایسا بہتان لائیں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑیں اور نہ ہی وہ آپ کی نافرمانی کریں گی، تو نیکی کے کسی بھی کام وہ آپ کی بیعت قبول کر لیا کریں اور ان کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا کیا کریں، بلاشبہ اللہ بڑا ہی درگزر کرنے والا انتہائی مہربان ہے۔"

بیعت ایسا عمل ہے جس میں مرد و عورت اولی الامر کی ہر حال میں جائز امور میں اطاعت اور امتِ مسلمہ کی فلاح و بہبود اور معاشرے میں ایک مستحکم نظام حکومت کی غرض سے اٹھائے جانے والے تمام اقدامات کی حمایت کا عہد کرتے ہیں۔ ملکی سطح کے تمام معاملات ہوں یا خواتین کو بین الاقوامی سطح پر ملک کی نمائندگی کا اختیار حاصل ہے اسی طرح بین الاقوامی [تنظیموں جیسے اقوام متحدہ، یورپی یونین اور ہلال احمر کی بین الاقوامی کمیٹی اور جیسی دیگر تنظیموں] کی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔"[48]

الغرض معاشرے میں امن و سکون سلامتی و بقاء اور پائیدار استحکام کے لئے ناگزیر ہے کہ خواتین جو امت کی نسل نو کی تعمیر و تربیت کی ذمہ دار ہیں ہر سطح سے محفوظ، محترم اور اہم سمجھی جائیں ہر ادارے ہر مقام پر اپنے جائز حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہوں عدلیہ۔ مقننہ، حکومت کے ایوان ہوں یا خاندان، بازار، جاء ملازمت ہر جگہ خواتین کو ان کے قانونی، آئینی اسلامی شرعی حقوق فراہم کیے جائیں اس حوالے سے وہ تمام ادارے قابل تحسین ہیں جو اس کے لئے سرگرم عمل ہیں انہی میں دینی و سیاسی تنظیمیں بھی ہیں جو اس مقصد کے لئے کوشاں ہیں اگرچہ مغربی دنیا حقوق نسواں کی بات کرتی ہے تو بظاہر لگتا ہے کہ یہ ان کا محاذ ہے مگر حقیقت میں اسلام عورتوں کے حقوق کا سب سے پہلا علمبردار ہے اس لئے عملی اقدامات بھی اسلامی جمہوریہ میں نظر آنا چاہئیں۔ الحمد للہ حلقہ خواتین جماعت اسلامی پاکستان اس میدان میں بھرپور سعی کر رہی ہے- یہ میدان تعلیم کا ہو یا سیاست کا عدالت کا ہو یا صحت عامہ کی فراہمی کا شرعی اسلامی قانونی و آئینی جدوجہد جاری ہے-

خواتین کے مجموعی کردار اور معاشرے میں ان کی افادیت کو اجاگر کرتے ہوئے اسلام نے اس کے حقوق متعین کیے ہیں تاہم اس حوالے سے یہ امر قدرے مختلف فیہ رہا ہے کہ خواتین کی سرگرمیوں کا دائرہ کار کیا ہے؟ چنانچہ اہلِ علم کا ایک طبقہ اس بات کی طرف مائل ہے کہ خواتین کی علمی و معاشرتی سرگرمیوں میں انھیں مکمل وسائل دیئے جائیں تاکہ علوم کی نشر و اشاعت میں بھی ان کا حصہ شامل ہو سکے۔ جبکہ معاشی امور میں ان کو چونکہ مکلّف نہیں بنایا گیا اس لیے اس میں مرد کو ہی اصل قرار دیتے ہوئے ان کو ذمہ داری ادا کرنے کا کہا جائے۔ جبکہ جدت پسند طبقہ اس کے برعکس خواتین کی مختلف میادین و شعبہ ہائے زندگی میں ان کی ضرورت اور افادیت کے پیشِ نظر ان کو آزادی کا حق دیتا ہے۔ معتدل اور وسطیت یقیناً اس میں ہے کہ عورت کو ان امور میں آزدی دی جاسکتی ہے جو شرعی حدود و قیود کے تحت جائز اور ضروری ہوں نہ کہ ان میادین میں جہاں پہلے سے ہی افراد وافر مقدار میں ہوں اور تمام امور بحسن و خوبی ادھو رہے ہوں ہم تاریخ اسلام اور تاریخ پاکستان سع بھی اس امر کا جاءزہ لے سکتے ہیں کی فلاحی

---

[48] *[#article1 www.un.org/womenwatch/daw/cedaw/text/econvention], (accessed July15, 2018)*

ریاست کے قیام میں کس خواتین کا کردار ہر سطح پر نمایاں رہا ہے انسان کے سفر کا آغاز مرد اور عورت کے اتحاد سے ہوا ہے۔ اسی سے نسل پھیلی، اور علم و فن، صنعت و حرفت اور تہذیب و تمدن کا ارتقاء بھی ہوا اسی آج کی سیاسی و دینی جماعتیں بھی اس فیصلے پر عمل کرتی ہیں کہ خواتین کی سیاسی عمل میں شمولیت ہو یا سماجی خدمات میں فعالیت ہر جگہ ان کے مثبت کردار کی ادائیگی ضروری ہے

بانی جماعت سید ابوالاعلیٰ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کے طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہماری یہ جماعت جس غرض کے لیے اٹھی ہے وہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں اور آغاز کار کہ طور پر اس ملک میں ایک ایسی سوسائٹی منظم کی جائے جو اسلام کے اصولوں پر شعور و اخلاص کے ساتھ خود عامل ہو۔ دنیا کے سامنے اپنے قول و فعل سے اس کی صحیح نمائندگی کرے اور بالآخر جہاں جہاں اس کی طاقت جڑ پکڑ جائے وہاں کے افکار، اخلاق، تمدن، معاشرت، سیاست اور معیشت کے نظام کو موجودہ دہریت اور مادہ پرستی کی بنیادوں سے اکھاڑ کر سچی خدا پرستی یعنی توحید کی بنیاد پر قائم کرے۔[49]

حلقہ خواتین جماعت اسلامی کے آغاز کے ساتھ ہی مولانا محترم نے انہیں دعوتی و خدمتی ذمہ داریاں تفویض کیں مگر سیاسی طور پر ان کی رائے علامہ اقبال رحمت اللہ کی طرح یہ تھی کہ عورت کو اللہ نے تخلیق انسانی اور تعمیر انسانی کی گرانبار ذمہ داریاں عطا کی ہیں اس لیے اس کو دیگر تمام کاموں سے فراغت دی ہے اور اس کو ان کاموں میں نہ گھسیٹا جائے جو فطرت نے اس کے سپرد نہیں کیے ہیں مگر تہذیب جدید کے پھندوں نے عورت کو مردانہ وار دوڑ میں تھکا مارا۔ مولانا محترم کے دور میں ہی خواتین کو سیاسی طور پر متحرک کیا گیا اور محترمہ زہرا وحید صاحبہ ان تمام باتوں کی روایت کرتی ہیں کہ ہم اپنی حدود میں رہتے ہوئے تمام سیاسی ذمہ داری بھی ادا کرتی رہیں۔[50]

۲۰۰۲ کے انتخابات میں پہلی دفعہ قوم نے حجاب و نقاب سے آراستہ خواتین کو سیاسی میدان میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے دیکھا۔ بقول ایک کالم نگار کے ایوان کو وقار اور اعتبار بخشا اور اسمبلی بزنس میں اپنے کردار کا لوہا منوایا۔ اب حجاب اور نقاب والی عورت کو کوئی پسماندہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ ڈیفنس یونیورسٹی کے کورسز ہوں یا میڈیا کی بحثیں یا بیرون ملک کانفرنسیں، ہر جگہ حلقہ خواتین کی کارکنوں نے اپنے لازوال کارکردگی سے اپنی جماعت کے تشخص کو آراستہ کیا۔ پہلی دفعہ قومی اسمبلی میں چار صوبوں سے جماعت کی خواتین منتخب ہوئیں۔ قومی جماعت کے طور پر پنجابی خواتین کو خیبر پختونخواہ میں اور پنجاب میں پشتون خواتین کو منتخب کرایا گیا تاکہ لاثانی تعصبات کو ختم کر کے قومی تصور کو اپنایا جا سکے۔ اسی طرح سینٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں بھی ہماری نمائندگی موثر رہی۔ درجہ ذیل بہنیں منتخب ہوئیں۔

سینیٹ میں کیپٹن ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ عافیہ ضیاء صاحبہ

قومی اسمبلی: سندھ: عائشہ منور صاحبہ پنجاب: ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی بلوچستان: بلقیس سیف صاحبہ

---

[49]۔ جماعت اسلامی کی دعوت صفحہ ۱۰۷

[50] فرید ،روبینہ ،روشن آبگینے ،ادارہ معارف اسلامی ،کراچی ،2020،ص102

خیبر پختون خواہ: عنایت بیگم صاحبہ جمیلہ احمد صاحبہ رضیہ عزیز صاحبہ

صوبائی اسمبلی: سندھ: کلثوم نظامانی صاحبہ بلوچستان: ثمینہ سعید صاحبہ پنجاب: طاہرہ حبیب صاحبہ

خیبر پختونخواہ: زبیدہ اقبال صاحبہ آفتاب بشیر صاحبہ صابرہ صاحبہ نرگس زین صاحبہ شگفتہ ناز صاحبہ فوزیہ فرخ صاحبہ

ان خواتین نے اپنے علماء کی قیادت میں اسمبلیوں میں اپنی روایت سے جڑے رہنے کا مظاہرہ بھی کیا اور جدید چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت کا اظہار بھی کیا۔ ساتھ ہی ساتھ اسمبلی سے ملنے والی مراعات اور تنخواہوں کو ذاتی طور پر استعمال کرنے کی بجائے اسے اجتماعی کاموں میں لگانے کے لیے اپنی جماعت کے پاس جمع کرایا۔ قانون ساز اداروں میں علماء نے ہماری کارکردگی کو سراہا اور کہا کہ جب ہم کسی کام کی مخالفت کرتے تھے تو ہمیں مرد ہونے کا طعنہ دے کر پھبتی کسی جاتی مگر آپ خواتین انہیں مسکت جواب دے کر خاموش کرا دیتی ہیں۔ کئی مرتبہ علمائے کرام نے تحریری طور پر بھی ہماری بے حد حوصلہ افزائی فرمائی۔ جماعت اسلامی ہند کے امیر مولانا جلال الدین عمری صاحب کے ساتھ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز میں عورت کے کردار پر ایک بحث کے دوران میں ان سے سوال کیا کہ قران میں ہمیں وقرن فی بیوتکن کی تلقین کرتا ہے اور آج جماعت نے اسمبلیوں میں بھیج دیا ہے تو اس بظاہر تضاد کو کیسے رفع کیا جائے اور کیا صورت اختیار کی جائے کہ دل بھی مطمئن ہو اور معاشرہ بھی انہوں نے بہت خوبصورت جواب دیا کہ وقرن فی بیوتکن کا مطلب یہ ہے کہ گھر کے قرار اور سکون کی قیمت پر بیرون خانہ سرگرمیوں میں نہ شامل ہو۔ اپنے وقار اور گھر کے قرار کو داؤ پر لگا کر باہر نہ جاؤ گھر کو سرائے اور ہوٹل بناؤ۔ بلکہ گھر کا پورا انتظام کر کے اور خاندان کے افراد کی تربیت کے بعد اگر وقت ہے تو ضرور اپنی حدود کے مطابق اسے ملک وملت کی ترقی کے لیے استعمال کرو مگر گھر کے قرار اور اپنے وقار کی قیمت پر دنیا کی بادشاہی بھی قبول نہ کرو۔[51]

سابق امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد صاحب کہتے تھے اسلام جینڈر ایکولٹی کا علمبر دار ہے۔ اور عورت اور مرد کو شانہ بشانہ چلنا چاہیے مگر ہر مرد اپنی عورت کے شانہ بشانہ، ماں اور بیٹا، شوہر اور بیوی، بھائی اور بہن اور باپ اور بیٹی شانہ بشانہ چلیں تو معاشرے میں استحکام پیدا ہو گا۔ مگر ہر مرد اگر ہر عورت کے شانہ بشانہ چلے گا تو انار کی پیدا ہو گی۔ معاشرہ انتشار کا شکار ہو گا۔ وہ برابر ہیں مگر مختلف ہیں یکساں نہیں۔[52] ہم ایسی موج ہیں کہ اگر ہم آرام کریں تو ہم ختم ہو جائیں۔

بقول اقبال:

زشام ماں برون آور سحر را
زقرآن باز خواں اہل نظر را
نے دانی کہ سوز قرآت تو
دگر گون کرد تقدیر عمر رضی اللہ را

---

[51] جماعت اسلامی کا سفر انقلاب، سمیحہ راحیل، ۲۰۱۸

[52] ایضا"

"میری امت کی تاریک رات سے بھی سپیدہ سحر کی نوید دلا دو۔ اہل بصیرت کو پھر سے قران سنا۔ کیا تجھے علم نہیں کہ یہ تیری تلاوت کا سوز ہی تو تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی تقدیر بدل دی۔[53]

جماعت اسلامی کی خواتین اراکین پارلیمنٹ نے نا صرف پاکستانی عوام کے مسائل کو اجاگر کیا بلکہ عالمی معاملات کو بھی پیش نظر رکھا۔ امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز بھی ان کی نظر سے مخفی نہیں تھے۔ یہ درست ہے کہ بطور خواتین انہوں نے عورتوں کی بھی بھرپور نمائندگی کی اور ان سے متعلق مسائل کو اجاگر کیا لیکن انہوں نے مسلسل اپنے قول اور فعل سے اس بات پر زور دیا کہ معاشرے کو خواتین اور مرد کی بنیاد پر تقسیم کرنا دراصل اس سوچ کو پروان چڑھانے کے مترادف ہے کہ مرد وخواتین دو متحارب فریق ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے حقوق غصب کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرے میں موجود ہر فرد کی بھلائی کے لیے پورے معاشرے کی فلاح کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی۔ اسی آفاقی اور وسیع النظر سوچ کا نتیجہ ہے کہ ان خواتین نے ہر اس مسئلے کی طرف توجہ کی جو عوام کے لیے مشکل کا باعث بن رہا تھا۔[54]

اس دردمندی کی ایک واضح مثال 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلے کے نتیجے میں ہونے والی تباہی کے بعد سامنے آئی جب یہ خواتین خود ان متاثرہ علاقوں تک پہنچیں۔ وہاں کے حالات کا خود مشاہدہ کیا۔ اس مشکل وقت میں ان کے ساتھ کھڑی ہوئیں، زلزلے کی خوفناک تباہی کے بعد دشوار گزار راستوں کو عبور کرتے ہوئے متاثرہ خاندانوں تک پہنچیں وہاں میڈیکل کی سہولیات فراہم کیں۔ کھانا، کپڑے، بستر، دوائیاں پہنچانے کا بھرپور انتظام کیا، یہاں تک کہ عید اور بقر عید بھی متاثرین زلزلہ کے ساتھ منائی۔ ان خواتین نے ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے متاثرین کے لیے امداد کا اہتمام بھی کیا اور خود بار بار ان علاقوں میں جا کر ان کی دلجوئی بھی کی۔[55]

۲۰۰۲ تا ۲۰۰۷ء تک کی اسمبلی کی کارکردگی کی رپورٹوں کے مطابق ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ اسمبلی میں بل جمع کرانے والوں میں سرفہرست رہیں اور تقاریر میں انہیں دوسرا نمبر دیا گیا۔ محترمہ عنایت بیگم سوالات جمع کرانے والوں میں سرفہرست رہیں۔ مجموعی کارکردگی میں جماعت اسلامی کی ممبران قومی اسمبلی کی چھ خواتین کا نمبر پہلی 20 خواتین میں رہا۔ ممبر قومی اسمبلی رضیہ عزیز صاحبہ کا بنایا ہوا سانحات سے نمٹنے کا بل اپوزیشن کی جانب پیش ہونے کی وجہ سے منظور نہیں کیا گیا لیکن اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے حکومت نے اس بل کو ایڈاپٹ کیا اور اسے قانون کی شکل دے دی گئی۔[56]

53۔ جماعت اسلامی کا سفر انقلاب، ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی، لاہور، ویمن اینڈ فیملی کمیشن ۲۰۱۸

54۔ جماعت اسمبلی کی خواتین ممبران اسمبلی کی کارکردگی ۲۰۰۲–۲۰۱۲، معارف پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۴

55۔ ایضاً

56۔ ایضا

ان خواتین نے دیگر اراکین پارلیمنٹ قومی اسمبلی سیکریٹریٹ اور پارلیمنٹ لاجز کے عملے میں سے ہر فرد تک دین کی دعوت اور پیغام پہنچانے کی کوشش کی۔ لاجز میں وقتاً فوقتاً درس قرآن کا اہتمام کیا، اسمبلی کی کاروائی میں نماز کے وقفے کے لیے آواز اٹھائی۔ قرآن پاک، احادیث رسول اور دینی کتب پر مشتمل ہزاروں تحائف تقسیم کیے۔ دروس قرآن اور افطار کی مجالس کا اہتمام کیا اور انفرادی طور پر ملاقاتیں کر کے ایمانی جذبے کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ لوگوں کی فلاح کی جدوجہد میں بھلا حقیقی و ابدی فلاح کا پہلو کہاں نظر انداز ہو سکتا تھا۔[57]

حقیقت یہ ہے کہ ان خواتین نے اپنے واضح نصب العین، دین اور ملک کے ساتھ سچی محبت اور جماعت اسلامی کی اخلاقی و تنظیمی تربیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اللہ کی مدد سے ایک وقت میں کئی محاذوں پر جدوجہد کی۔ انہوں نے مسلم خاتون کے کردار کو بھی اجاگر کیا۔ حکومتی سازشوں اور چالوں کے سامنے بھی سینہ سپر رہیں۔ میڈیا اور این جی اوز کی جارحانہ حکمت عملی کا بھی سامنا کیا۔ علم و تحقیق اور قانونی و انتظامی میدانوں میں بھی سرگرم رہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ذاتی حیثیت میں ہر وہ کام کیا جو کسی فرد کی استطاعت میں ہو سکتا ہے۔

دعوت و تبلیغ:

اگرچہ قانون ساز اداروں میں پہنچنے کے بعد ان خواتین کا بنیادی ہدف قانون سازی رہا لیکن بحیثیت داعی اسلام کا پیغام پھیلانے اور اپنی اقدار و روایات کو پارلیمنٹ میں قائم رکھنے کی جدوجہد بھی ان کی سرگرمیوں کا حصہ رہی اس ضمن میں چند خصوصی کام یہ رہے۔

ارکان اسمبلی میں ترجمہ قرآن پاک کی تقسیم:

اس ضمن میں اس بات کی پلاننگ کی گئی کہ تمام خواتین ارکان اسمبلی کو ترجمہ قرآن بمع حواشی ہدیے کے طور پر دیا جائے۔ قومی اسمبلی میں پارلیمنٹ سیشن کے دوران اسپیکر کی اجازت سے جب خواتین کو قرآن پاک دیے جانے لگے تو مرد اراکین کی جانب سے مطالبہ سامنے آیا کہ ہمیں بھی یہ تحفہ دیا جائے، س پر تمام ارکان اسمبلی کو قرآن پاک ہدیے میں دیے گئے۔ تمام صوبائی اسمبلیوں میں بھی اس کام کو انجام دیا گیا۔[58]

ترجمان القرآن کا اجراء: خواتین ارکان اسمبلی کے لیے ادارہ ترجمان القرآن سے بات کر کے اس بات کو ممکن بنایا گیا کہ انہیں ارکان اسمبلی کے پتوں کی لسٹ فراہم کر دی جائے اور ترجمان القرآن ہر ماہ ان کے پتوں پر جاری کر دیا جائے۔ یہ کام تسلسل سے جاری رہا۔

اسلامی لٹریچر کی فراہمی: قانون سازی کرنے والے افراد کو مختلف ایشوز میں اسلامی تعلیمات سے آگہی فراہم کرنے کی غرض سے متعلقہ موضوعات پر وقتاً فوقتاً لٹریچر ہدیہ کیا جاتا رہا۔ خصوصاً حدود آرڈیننس پر سیشن کے دوران اس موضوع پر کتابچے، کتب اور رسائل مہیا کیے گئے۔

لاجز میں درس قران کا انعقاد: تزکیہ و تربیت کے لیے اسمبلی لاجز میں ہفتہ وار درس قرآن اسمبلی سیشنز کے درمیان رکھا جاتا رہا، جس میں دیگر پارٹیز کی خواتین بھی وقتاً فوقتاً شریک ہوتی رہیں۔[59]

---

[57] ایضاً"

[58] سمیحہ راحیل جماعت اسلامی کا سفر انقلاب،، ۲۰۱۸، منصورہ لاہور

[59] ایضاً

کیفے ٹیریا میں خواتین کا حصہ مختص کرانا:

سیشن کے دوران ارکان اسمبلی کا کیفے ٹیریا جانا ایک ضرورت قرار پاتی تھی, اس میں کوشش کر کے ایک گوشہ محض خواتین کے لیے مختص کرایا گیا جہاں وہ سہولت سے اپنی ضروریات کو پورا کر سکیں۔[60]

وقار و احترام کا ماحول بنانا: باپردہ خواتین کے ایوانوں میں جانے اور پردے میں رہتے ہوئے قومی ایشوز پر وقار کے ساتھ اپنے موقف کا اظہار کرنے اور اسمبلی سیشنز میں بھرپور حصہ لینے سے ماحول میں ایک ستھرا پن پیدا ہوا اور دیگر پارٹیز کی خواتین نے بھی باوقار لباس اور سر پر دوپٹے کا اہتمام کیا اور مخلوط ماحول کے ناشائستہ رویوں سے پرہیز کیا، جس سے ایک اچھے ماحول کو پروان چڑھنے کا موقع ملا۔[61]

فلاحی سرگرمیاں:

اگرچہ ہر رکن اسمبلی اپنے انفرادی دائرے میں اس تمام عرصے کے دوران عوام الناس کے مسائل کے حل اور خدمت خلق کے کاموں میں مصروف رہا، لیکن بعض کام اجتماعی جدوجہد کے ساتھ انجام دیے گئے، جن کا خصوصیت سے ذکر ضروری ہے۔[62]

فلاح خواتین پراجیکٹ:

خواتین کی فلاح کو ایک نمایاں اور مستقل شکل دینے کے لیے اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ سینٹ اور قومی اسمبلی میں موجود بہنیں اپنی مالی مراعات کو ایک ٹرسٹ کی شکل میں جمع کرائیں اور اس سے مستقل بنیاد پر پاکستانی خواتین کی فلاح کا کوئی منصوبہ شروع کیا جائے۔ "فلاح خواتین" کے نام سے اس ٹرسٹ کو قائم کیا گیا۔ اس کے لیے عمارت حاصل کی گئی اور پھر مشاورت کے ساتھ یہاں درج ذیل پراجیکٹس کو شروع کیا گیا۔[63]

۱) قواریر سینٹر

۲) میزبان خواتین پراجیکٹ

3) پراجیکٹ برائے گھریلو ملازم خواتین

۴) مواخات پروجیکٹ (مائیکرو کریڈٹ)

۵) روزگار ڈیسک

امداد زلزلہ زدگان 2008ء:

---

[60] ایضاً

[61] جماعت اسلامی کا سفر انقلاب، ۲۰۱۸، منصورہ، لاہور

[62] ایضاً،

[63] ایضاً،

قانون ساز اداروں میں بحث:

آئندہ کے لیے ایسی صورتحال سے بہتر انداز میں نمٹنے کے لیے محترمہ رضیہ عزیز کی جانب سے ڈیزاسٹر مینجمنٹ بل بھی پیش کیا گیا۔ خیبر پختونخواہ اسمبلی میں متاثرین طلبہ وطالبات کو اعلیٰ تعلیم مع وظائف فراہم کرنے اور سرکاری ملازمتوں میں کوٹا مختص کرنے کی قرارداد منظور ہوئی۔ بے سہارا رہ جانے والے بچوں کو غیر ملکی این جی اوز کے حوالے نہ کرنے کی جانب بھی توجہ دلائی گئی۔[64]

حکومتی تعاون سے مسائل کے حل کی کوشش:

وزیر داخلہ آفتاب شیر پاؤ سے مارگلہ وزٹ کے موقع پر متاثرین زلزلہ و زخمی افراد کے لیے بسوں کے کرائے میں رعایت کے مسئلے پر بات کی۔ اسپتالوں کے دوروں میں انتظامیہ سے ملاقات کر کے مسائل کے حل پر ڈسکشن رکھا۔ مرکزی بیت المال کے تعاون سے بٹل میں گھروں اور مسجد کی تعمیر کی گئی۔ حکومت کو بیت المال سے راشن کی تقسیم ووکیشنل سینٹر اور کفالت خاندان کے پراجیکٹ بنا کر دیے گئے۔[65]

وفود کو دورے کروانا:

جہاں تمام ارکان اسمبلی متاثرہ مقامات کے مستقل دورے کرتے رہے، وہی دیگر سیاسی جماعتوں، این جی اوز، موثر خواتین، ڈاکٹرز، صحافیات اور غیر ملکی وفود کے دوروں کا بھی انتظام کیا جاتا رہا۔ ان کے سفر، قیام وطعام کا بندوبست کیا گیا اور ان سے تعاون حاصل کیا گیا۔ اس ضمن میں امریکہ، ترکی، برطانیہ، انڈونیشیا اور ملایشیا کے وفود سے ملاقاتیں کی گئیں۔[66]

فنڈنگ:

اس مذمت میں ہر رکن اسمبلی نے بھرپور کوشش کی اور جتنا ممکن ہوا، فنڈ جمع کر کے نظم کو دیا گیا، ساتھ ہی راشن، کپڑے، دوائیں اور دیگر ضروری اشیاء بھی جمع اور ترسیل کی جاتی رہیں۔[67]

تذکیری پروگرام: اسمبلی لاجر سے لے کر متاثرہ مقامات اور امداد جمع کرنے کے لیے کیے جانے والے پروگرامز میں مستقل اجتماعی استغفار اور دروس قرآن کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

تقسیم لٹریچر وہدیہ قرآن: متاثرہ افراد کے ساتھ ملاقاتوں میں جہاں ان کی دل جوئی کی گئی وہیں ان کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے اللہ سے تعلق مضبوط کرنے پر توجہ دلائی گئی اور ترجمہ قرآن ہدیہ بھی کیے گئے۔[68]

---

[64] سمیحہ راحیل، منشورات لاہور، سفر انقلاب

[65] ایضا

[66] ایضا

[67] ایضا

[68] جماعت اسلامی خواتین نمائندگان قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت۔ لاہور 2018

:عیداورعیدگفٹ

ارکان اسمبلی نے عید بھی متاثرین زلزلہ کے ساتھ گزاری اور ان کے غموں کو ہلکا کرنے کے لیے متاثرین زلزلہ میں عید گفٹ تقسیم کیے گئے۔ عید الاضحی پر متاثرہ مقامات پر قربانی کا اہتمام کر کے متاثرین میں گوشت تقسیم کیا گیا۔[69]

اجتماعی شادیاں:

خیموں اور مقیم متاثرین کو نارمل زندگی کی طرف واپس لانے کے لیے انہیں معمول کے کام انجام دینے کی ترغیب کی گئی اور جو شادیاں پہلے سے طے تھیں ان کی انجام دہی کے انتظامات کیے گئے۔ الخدمت کے تعاون سے جہیز بکس بھی حاصل کیے گئے اور شادیوں کی تقاریب مختلف مقامات پر منعقد کی گئی جس میں دیگر سیاسی جماعتوں کو بھی مدو کیا گیا۔[70]

سروے:

متاثرین زلزلہ کے کوائف سے متعلق سروے کیے گئے جس سے ان کی ضروریات کا اندازہ لگایا گیا۔ بچوں اور بچیوں کے کوائف اکٹھے کر کے ان کے اسکول کالجز اور جامعات کے داخلوں میں معاونت کی گئی۔[71]

میڈیا:

مسائل کی شدت کو اجاگر کرنے اور قوم کو متنقلاً اس عمل کی طرف توجہ مبزول کیے جانے کی غرض سے میڈیا پر انٹرویوز، پریس کانفرنسز، آرٹیکلز اور خبروں کے ارسال کرنے کا سلسلہ جاری رہا. پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے افراد کو ان مقامات کے دورے بھی کروائے گئے اور جماعتی فلاحی سرگرمیوں کا تعارف بھی دیا گیا۔[72]

ووکیشنل سینٹرز بیٹھک اسکولز پروجیکٹس میں تعاون:

خیمہ بستیوں میں مقیم متاثرین زلزلہ کے خیموں کے وقت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے انہی خیموں میں بیٹھک اسکولز کھولے گئے، جہاں رضاکار خواتین لڑکیاں بچوں کی کلاس لیتی رہیں۔ خواتین کو فارغ بیٹھنے سے بچانے اور ان کے وقت کے مثبت استعمال کے لیے خیموں میں ووکیشنل سینٹرز بنائے گئے جہاں انہیں سلائی، کڑھائی اور دیگر ہنر سے کھائے جانے کا انتظام کیا گیا۔ اراکین اسمبلی نے ان پروجیکٹس کے لیے اپنا وقت، مال اور بھرپور عملی کوشش فراہم کی۔ بعض سینٹرز تو ارکان اسمبلی کی نگرانی میں ہی چلتے رہے۔[73]

---

[69] ایضاً

[70] ایضاً

[71] ایضاً

[72] ایضاً

[73] سفر انقلاب، منشورات، لاہور

حدود آرڈیننس کے خاتمے کے خلاف جدوجہد:

حکومت کی جانب سے اسمبلی میں وومن پروٹیکشن بل کے نام سے ایسا بل ایوان میں منظوری کے لیے پیش کیا گیا جس سے حدود کی خلاف ورزی ہوتی تھی، اس پر بھرپور احتجاج کیا گیا۔ اس بل کے نقائص واضح کیے گئے۔ عوام الناس کو ان نقصانات سے آگاہ کرنے کے لیے ملک بھر میں سیمینارز اور ڈسکشن رکھے گئے۔ اسمبلی اراکین کو اپنا ساتھ دینے کے لیے انہیں مطالعہ کے لیے کتب اور دیگر مواد پیش کیا گیا۔ علماء سے گفتگو کی گئی، ٹی وی پروگرامز اور مضامین کے ذریعے اپنے نقطہ نظر کو سامنے لایا گیا۔ اسمبلی سے احتجاج واک آوٹ کیا گیا اور ہر دور حکومت پر اس بات کو واضح کیا گیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اللہ کے قوانین کو نقصان پہنچانے کا کوئی عمل برداشت نہیں کیا جائے گا۔[74]

خیبر پختونخوا کی صوبائی اسمبلی نے اپنے پہلے سالانہ ترقیاتی منصوبہ عمل (اے ڈی پی) میں ترقیاتی بجٹ کا چوتھائی حصہ مختص کر دیا اور اس طرح مالی سال 2002 سے 2003 کے بجٹ میں 27 کروڑ روپے کی خطیر رقم پہلی مرتبہ تعلیم کے لیے مختص کی گئی جبکہ اس رقم کا نصف سے زائد طالبات کی تعلیم کے لیے مختص ہے۔[75]

چار سالوں میں طالبات کے لیے 234 پرائمری اسکولز کھولے گئے، جبکہ 155 مڈل اور 183 ہائی اسکولز کو اپ گریڈ کیا گیا۔ ۱۳ نئے کالجز تعمیر کیے گئے جبکہ مزید 7 کالجز کی منظوری دی جاچکی ہے۔ ملکی تاریخ میں پہلی بار چھٹی سے دسویں جماعت کی طالبات کے لیے ماہانہ 200 روپے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ سرکاری اسکولوں میں فیس ختم کی گئی اور درسی کتب مفت فراہم کی گئیں، ان اقدامات کی بدولت صوبہ میں خواتین کی شرح خواندگی 25 سے بڑھ کر 30 فیصد ہو گئی۔ طالبات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر کالجز میں شام کی کلاسز کا اجراء کیا گیا۔ کالجز کی سطح پر طالبات کی تعداد میں 5693 کا اضافہ ہوا اور 545 نئی خواتین اساتذہ تعینات کی گئیں۔[76]

ایف ای ایف کے تحت 16 گرلز کالجز بھی قائم کیے گئے ہیں۔ "لٹریسی فور آل" پروگرام کے تحت صوبہ بھر میں ناخواندہ خواتین کے لیے 4361 مراکز قائم کیے گئے ہیں جن سے تقریبا ڈھائی لاکھ خواتین استفادہ کر چکی ہیں۔ فرنٹیئر ویمن یونیورسٹی قائم کی گئی، جس کے 18 ڈیپارٹمنٹس 450 طالبات کو تعلیم دے رہے ہیں۔ جبکہ ملازمت پیشہ خواتین اساتذہ کے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے چند کالجز میں مرکز نگہداشت اطفال کا قیام اور ضلع اپر دیر میں خواتین اساتذہ کو پک اینڈ ڈراپ کے سہولت فراہم کی گئی۔[77]

---

[74] ایضاً

[75] ایضاً

[76] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[77] ایضاً

صحت کے شعبے میں حکومت نے 13 کروڑ روپے کی لاگت سے ویمن میڈیکل کالج قائم کیا، جواب تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہے اور جس میں 150 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ پسماندہ اضلاع میں کام کرنے والی خواتین ڈاکٹرز کو تنخواہ کے علاوہ 20 ہزار روپے، ویمن میڈیکل آفیسر کو 12 ہزار روپے اور خواتین پیرا میڈکس کو پانچ ہزار روپے اضافی الاؤنس دیا جا رہا ہے۔ صحت کی فراہمی کے لیے 4277 نرسز کی اسامیاں پیدا کی گئیں جن میں سے 29 پر نرسز اور لیڈی ہیلتھ ورکرز بھرتی کر لی گئی ہیں۔ ۱۷ اضلاع میں زچہ بچہ صحت پروجیکٹ کا آغاز کیا گیا۔[78]

خواتین کو روزگار کی فراہمی کے لیے گزشتہ چار سالوں میں 24 دستکاری مراکز جبکہ 110 سلائی کڑھائی سینٹرز قائم کیے گئے۔ بیوہ خواتین میں 48 لاکھ روپے کی لاگت سے سلائی مشینیں تقسیم کی گئیں۔ صوبے کے پانچ اضلاع میں ہنر مند خواتین کو خام مال کی فراہمی اور ان کی تیار شدہ مصنوعات کی فروخت کا مناسب معاوضہ انہیں پہنچایا جا رہا ہے۔ زکوۃ فنڈ سے سینکڑوں طالبات کو ہنر مند بنایا جا رہا ہے جس میں دوران تربیت انہیں ہزار روپے اور کورس کے اختتام پر پانچ ہزار روپے فراہم کیے جاتے ہیں تاکہ وہ مطلوبہ مشینری خرید کر باعزت روزگار حاصل کر سکیں۔[79]

ایم اے، ایم ایس سی، شہادہ عالیہ مکمل کرنے والے طلبہ کو روپے وظیفہ دیا گیا۔

بے سہارا مظلوم خواتین کی قانونی مدد اور تحفظ کے لیے مختلف شہروں میں پانچ نئے دار الامان، 4 مفت قانونی امدادمراکز اور پشاور میں "ویمن کرائسز سینٹر" قائم کیا گیا ہے جس سے اب تک 746 خواتین مستفید ہو چکی ہیں۔ مستحق خواتین کو شادی کے لیے زکوۃ فنڈ سے 10 ہزار روپے کی مدد کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ خواتین میں صحت مند سرگرمیوں کے فروغ کے لیے علیحدہ اسپورٹس ڈائریکٹوریٹ قائم کیا گیا ہے۔ جس کا تمام عملہ خواتین پر مشتمل ہے۔ صوبائی حکومت نے بلا امتیاز حکومتی اور حزب مخالف سے تعلق رکھنے والی خواتین کو یکساں ترقیاتی فنڈز مہیا کیے۔[80]

اراکین اسمبلی کی جانب سے زیادتی کا شکار خواتین کی میڈیا پر تصاویر کی اشاعت پر پابندی کا بل، پرائیویٹ اداروں میں موجود خواتین کی میٹرنٹی لیو کی سہولت کو یقینی بنانے اور مصنوعات کی فروخت کے لیے خواتین کی تشہیر کے خاتمے کا بل اسمبلی میں جمع کروایا۔ خیبر پختونخوا میں حکومت میں شمولیت کی وجہ سے یہ نمائندہ خواتین حکومت کا حصہ رہیں، اس لیے اسمبلی بزنس میں اسی قدر حصہ ہے، جتنا حکومت کا ہوتا ہے۔[81]

خواتین ارکان اسمبلی نے صوبے میں فراہمی آب، سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر اور بجلی و سوئی گیس کی فراہمی سمیت عوامی منصوبوں پر اب تک 17 کروڑ روپے خرچ کیے ہیں، جبکہ مزید چار کروڑ روپے مالیت کے ترقیاتی منصوبے زیر تکمیل ہیں۔[82]

---

[78] ایضاً

[79] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[80] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[81] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[82] ایضاً

اراکین اسمبلی نے اپنی تنخواہوں اور اسٹینڈنگ کمیٹیز کے نصف حصے پر مشتمل فنڈز سے صوبے کے 11 اضلاع میں ضرورت مند خواتین کو بلا سود قرضے دینے کے پروگرام کا اجرا کیا ہے، جب کہ بعض علاقوں میں اس پروگرام کے تحت سلائی مراکز قائم کیے گئے، تاکہ خواتین کو روزگار کے مواقع فراہم کیے جاسکیں۔[83]

ونی کی رسم کے خلاف بھرپور مہم چلائی اور اسمبلی میں قرارداد کے ذریعے اس پر پابندی کا مطالبہ کیا۔ خواتین کو مصنوعات کی فروخت کے لیے وسیلہ تشہیر بنانے کے خلاف مسودہ قانون اسمبلی میں جمع کرایا اور وزیر اعلی سے مل کر مذہب و غیرت کے منافی اشتہارات پر پابندی کا مطالبہ کیا۔ تمام تھانوں میں خواتین پولیس افسران کی تقرری کا مطالبہ پیش کیا گیا۔ ورکنگ وومن کو ٹرانسپورٹ کی فراہمی اور جائے ملازمت پر چائلڈ کیئر سینٹر کے لیے بل پیش کیے۔ پتنگ بازی پر پابندی کا بل جمع کرایا۔ خواتین کو وراثت اور ترکے میں جائز حصہ دلانے کے لیے بل بھی جمع کرایا گیا۔ پنجاب بھر کے غریب اور بے سہارا خواتین کی اخلاق، قانونی، مالی اور نفسیاتی معاونت کے لیے "رفاہ خواتین پنجاب ایکٹ 2007ء" کے نام سے ایک بل بھی اسمبلی میں جمع کروایا۔[84]

بجٹ اجلاس سے قبل مطالبہ کیا گیا کہ ترقیاتی بجٹ کا چوتھائی حصہ تعلیم کے لیے مختص کیا جائے۔ خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جائے، خواتین اساتذہ کی کمی کو دور کیا جائے، خواتین اساتذہ کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی جائے، پسماندہ علاقوں میں تعینات خواتین ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر سٹاف کو خصوصی الاؤنس دیا جائے۔

صوبہ بلوچستان کی عورت پسماندہ روایات و رسومات کی اسیر ہے۔ جماعت اسلامی کی خواتین نے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے چار سال اس بات کی جدوجہد کی کہ اسلام کے عطا کردہ حقوق یہاں کی عورت کو حاصل ہو سکیں۔ وراثت میں خواتین کو لازمی حصہ دینے، بے سہارا اور محنت کش خواتین کو باوقار مقام دلانے، مصنوعات کی تشہیر کے لیے میڈیا پر خواتین کی حرمت کی پامالی کو روکنے اور اسلامی اصولوں کے مطابق خاندان کو مضبوط بنانے کے لیے مسلسل آواز بلند کی۔ ایک نجی بل اسمبلی میں جمع کرایا، جس کے مطابق حقدار وارث خاتون کو اس کا ترکہ نہ دینے والے کو کم از کم ایک سال اور زیادہ سے زیادہ سات سال کی سزا کا قانون پیش کیا گیا۔ یہ صوبائی اسمبلی کی تاریخ کا پہلا موقع تھا کہ کسی خاتون رکن نے پرائیویٹ بل جمع کروایا ہو۔[85]

خواتین اسمبلی نے عوامی سوچ کی عکاسی کرتے ہوئے ایوان میں این ایف سی ایوارڈ، بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال، جہاد اور اسلامی شعائر کے خلاف عالمی اتحاد میں پاکستان کی شرکت، قومی اداروں کی نجکاری، کان کنوں کے مسائل، تعلیم کی زبوں حالی، آغا خان بورڈ کے قیام، صوبے میں مقامی اور غیر مقامی کی تقسیم اور دیگر اہم مسائل پر تحاریک، قراردادیں، اور توجہ دلاؤ نوٹسز پیش کیے گئے۔[86]

---

[83] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[84] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[85] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[86] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

کوئٹہ میں دستکاری سینٹرز، لیڈی ڈفرن ہاسپٹل اور سینٹرل جیل کوئٹہ میں خواتین کے لیے انتظار گاہ، ویمن کالجز اور اسکولز میں سائنس لیبارٹریز اور کمروں کی تعمیر کے علاوہ سڑکوں کی تعمیر، فراہمی و نکاسی آب کے منصوبوں، بجلی، ٹیلی فون اور دیگر بنیادی سہولیات کی فراہمی کے ذریعے عوامی ضروریات کو پورا کیا گیا۔[87]

سندھ کی خواتین بے شمار مسائل سے دوچار ہیں، جن میں سر فہرست تعلیم، صحت، حق مہر، وراثت کے حق سے محرومی، خواتین کی کفالت کا انتظام نہ ہونا، جائے ملازمت پر عدم تحفظ، لاپتا افراد، مہنگائی، غربت، کفیل کی بے روزگاری اور غیر اسلامی رسومات جیسے کاروکاری اور قرآن سے شادی نمایاں ہیں۔ ان تمام مسائل کے حل کے لیے صوبائی اسمبلی میں مسلسل آواز اٹھائی گئی۔[88] فیڈرل شریعت کورٹ کو فیملی لاز کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لے کر اپنی سفارشات پیش کرنے کا اختیار دیا جائے۔ خواتین کے حق وراثت کے معاملہ کو فیملی کورٹس کے تحت لایا جائے تاکہ خواتین سہولت سے اپنا حق حاصل کر سکیں۔ کاروکاری میں شامل افراد کو سخت سزائیں دی جائیں۔[89]

سندھ اسمبلی میں بھی خواتین کے ایشوز پر کچھ بلز جمع کرائے گئے، ان میں قرآن سے شادی، وراثت میں خواتین کے حصے کی ادائیگی، میڈیا پر خواتین کی بے جا تشہیر اور کاروکاری کے موضوعات پر بل شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بسوں میں خواتین کے حصے کو بڑھانے پر قرارداد بھی شامل ہے۔[90]

نیشنل ڈیفنس کالج کورس (NDC):

این-ڈی-سی کالج پاکستان آرمی کے تحت چلنے والا کالج ہے۔ جو اب یونیورسٹی میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اب اس کالج کا نام این-ڈی-یو (نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی) رکھ دیا گیا ہے، جس کے ذریعے اہم موضوعات پر لیکچرز کرائے جاتے ہیں اور پاکستان کے اہم داخلی مسائل، خارجہ پالیسی، پاکستان کا جغرافیہ اور تمام انتظامی اداروں کا تعارف کرایا جاتا ہے۔[91]

جو خواتین اس کورس کا حصہ رہیں، ان میں ڈاکٹر کوثر فردوس، ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی، عائشہ منور، عنایت بیگم، رضیہ عزیز، نرگس زین، آفتاب شبیر، ثمینہ سعید، صابرہ شاکر، فوزیہ فرخ، زبیدہ اقبال اور شگفتہ ناز شامل ہیں۔ جبکہ کورس کے تحت عنایت بیگم، رضیہ عزیز اور نرگس زین نے جنوبی کوریا اور عائشہ منور اور آفتاب شبیر نے چین اور میانمار (برما) کا دورہ کیا۔[92]

---

[87] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[88] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[89] ایضا

[90] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[91] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[92] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

این-ڈی-سی کالج کے کورس سے ملک کے معاملات کے فہم میں اضافہ، طریقہ کار کا علم اور پاکستان کی 18 کروڑ آبادی کے مسائل کا ادراک ہوتا ہے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی بنانے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور پاکستان کے مسائل سے اجنبیت کا احساس ختم ہو کر عمل کی دنیا میں کیا اور کیسے ہوتا ہے اس پر نظر مرکوز ہو کر عمل کی راہیں تلاش کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔[93]

رفاہ خواتین کے لئے قومی اسمبلی میں پیش کردہ اہم بلز

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس (ترمیمی) بل 2006ء:

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء (سال 1961 کے آٹھویں آرڈیننس) کی دفعہ-7 میں ترمیم کے لیے ایک بل جماعت اسلامی پاکستان کی خواتین ارکان اسمبلی نے قومی اسمبلی میں پیش کیا ہے۔[94]

اس بل کا مقصد طلاق کی رجسٹریشن کو موثر بنانا ہے۔ ہمارے ہاں ایسے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں کہ گھر کی تنہائی میں طلاق دی جاتی ہے، جو شریعت کی رو سے موثر ہوتی ہے اور عدالتیں بھی اسے موثر قرار دیتی ہیں۔ عدت گزر جانے کے بعد اور بعض اوقات کئی سال گزر جانے کے بعد جب عورت اپنے شرعی حق کے مطابق دوسرا نکاح کرتی ہے تو پہلا شوہر اس پر مقدمہ قائم کر دیتا ہے کہ اس عورت نے نکاح پر نکاح کیا ہے، کیونکہ یہ بدستور میرے عقد میں ہے۔ ایسے میں خاتون کے پاس اس دعوے کے خلاف کوئی ثبوت موجود نہیں ہوتا۔[95]

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قانون میں فراہم کردہ طریق کار میں نوٹس دینے کا مجاز صرف مرد ہے۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لیے مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء کی دفعہ-7 میں مندرجہ ذیل دو ترامیم پیش کی گئی ہیں؛

اول: یہ کہ مرد کے لیے طلاق دینے کے بعد نوٹس کی مدت کو محدود کر دیا جائے۔

دوم: یہ کہ ذیلی دفعہ-2 کے بعد ذیلی دفعہ 2-الف کا اضافہ کر کے عورت کو بھی یہ حق دیا جائے کہ اگر اس کا شوہر تین دن میں چیئرمین کو نوٹس دے کر اس کی نقل خاتون کو فراہم نہیں کرتا تو وہ خود اپنے شوہر کی طرف سے دی گئی طلاق کا نوٹس چیئرمین کو دے سکتی ہے۔ اس طرح عورت کو ایک متبادل راستہ فراہم کیا گیا ہے جو اسے مستقبل میں محفوظ رکھنے کا سبب ہوگا۔ اس بل کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اس طرح خواتین کی حقیقی مشکل کو دور کرنے اور ان کے استحصال کی راہ بند کرنے کی کوشش کو ثبوتاژ کر دیا گیا۔[96]

---

[93]۔ ایضاً

[94]، مقالہ، انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کے عالمی سطح پر خدمات کا جائزہ، رفیق ہما، پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج لاہور 2017

[95] ایضا

[96] ایضا

ملازمت پیشہ خواتین کے تحفظ کا بل 2005ء:

یہ بل ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی اور دیگر خواتین ارکان نے پیش کیا تھا۔ یہ بل دستور پاکستان کے آرٹیکل 25 اور آرٹیکل 37 کے مطابق خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ اس بل میں ملازمت پیشہ خواتین کے لیے مندرجہ ذیل سہولتوں اور مراعات کی فراہمی کے لیے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے

۱) سرکاری اداروں میں ملازمت پیشہ خواتین کی تعیناتی ان کے گھر کے قریب کی جائے اور اگر میاں بیوی دونوں ملازمت کر رہے ہوں تو دونوں کو ایک ہی مقام پر تعینات کی جائے۔

۲) تمام سرکاری نیم سرکاری اور نجی اداروں میں خواتین کے اوقات کار کے تعین میں ان کی خانگی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھا جائے۔[97]

۳) ایسے ادارے جہاں خواتین ملازمت کر رہی ہوں وہاں چھوٹے بچوں کے لیے معمولی معاوضے کے عوض چائلڈ کیئر سینٹر کی سہولیات فراہم کی جائیں۔

۴) زچگی کے لیے ممکنہ رخصت کی حد بڑھا کر تین ماہ کر دی جائے۔

۵) خواتین کو سرکاری اداروں میں ملازمت کے لیے عمر کی زیادہ سے زیادہ حد میں خصوصی چھوٹ دی جائے، تاکہ ایسی خواتین جو خانگی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے ملازمت پر مجبور ہوتی ہیں انہیں باعزت اور مناسب روزگار مل سکے۔

۶) خواتین کو ہراساں کرنے یا تشدد کا نشانہ بنانے والے افراد کو سرسری سماعت کے بعد فوری سزا دی جائے۔

خواتین کی ترقی اور بہبود کا بل 2005ء

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے جمع کروایا ہے۔ یہ بل خواتین کی ہمہ گیر ترقی اور بہبود سے متعلق ہے، جس میں خواتین کو زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کے اصولوں کے مطابق جائز حقوق کی فراہمی اوران کے استحصال کے راستے بند کرنے کے لیے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے۔

اس بل میں بیان کردہ اہم ترین امور یہ ہیں؛

۱) آئین پاکستان کے آرٹیکل 37 کے تحت ہر شہری خصوصاً بچیوں کو مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی ہر یونین کونسل کی ذمہ داری ہوگی۔

۲) اعلیٰ تعلیم کے لیے خواتین کے لیے الگ یونیورسٹیز بنائی جائیں گی۔

۳) ہر یونین کونسل میں بنیادی صحت کے مراکز کے قیام اور ان میں زچہ وبچہ کی صحت کے لیے ضروری سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔

۴) خواتین کو وراثت میں حصہ فیملی کورٹس کے ذریعے چھ ماہ میں دیا جائے گا۔

۵) خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کو جرم قرار دیا جائے گا۔

۶) سورہ، ونی جیسی رسوم کے مرتکب افراد کو سزا دی جائے گی۔

۷) خواتین کی زبردستی شادی کی حوصلہ شکنی کی جائے گی اور کسی بھی خاتون کی زبردستی شادی جس میں اس کے مفاد کو مدنظر نہ رکھا گیا ہو قابل سزا جرم ہوگا۔

۸) تمام پولیس اسٹیشنز میں خواتین کی شکایت کے اندراج وغیرہ کے لیے خواتین عملے کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے گا۔

---

[97] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

۹) پبلک ٹرانسپورٹ میں خواتین کے لیے کافی جگہ مخصوص رکھی جائے گی۔ عام جگہ (پبلک پلیسز) پر اور دفاتر وغیرہ میں خواتین کے لیے وضو، نماز وغیرہ کی الگ جگہ فراہم کی جائے گی۔

۱۰) پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر خواتین کو بطور اشتہار استعمال کرنے اور ان کی عزت و حرمت کے منافی پروگرامات پر پابندی ہو گی۔

۱۱) ملازمت پیشہ خواتین کے تحفظ اور بہبود کے لیے اقدامات کیے جائیں گے ۱۲) دیہی علاقوں میں دستکاری مراکز قائم کیے جائیں گے اور دیہی علاقوں کی خواتین کی تیار کردہ مصنوعات کی بہتر انداز میں اور مناسب معاوضے پر فروخت کے لیے سہولیات فراہم کی جائیں گی حکومت کی طرف سے آبادکاری کے لیے تقسیم کی جانے والی زمینوں میں بے آسرا خواتین کا حصہ مقرر کیا جائے گا۔215[98]

مسلم عائلی قوانین (ترمیمی) بل 2006ء:

یہ بل جماعت اسلامی کی خاتون رکن محترمہ عائشہ منور نے جمع کرایا ہے۔ اس بل میں کسی خاتون کے شوہر کی وفات یا ناداری کی صورت میں اس خاتون کے نفقہ سے متعلق تفصیل سے قانون سازی کی تجویز دی گئی ہے۔

مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 9 خاتون اور بچے کے نفقہ سے متعلق ہے۔ جس کے مطابق مرد اپنی بیوی اور بچوں کے نفقہ کا ذمہ دار ہے۔ تاہم بیوہ خاتون یا نادار اور معذور فرد کی بیوی کی مشکل کے ازالے کے لیے کوئی قانون موجود نہیں ہے۔ اس بل میں اسلام کے خانگی نظام اور وراثت میں حصے کی ترتیب کے مطابق مرد رشتہ داروں کو کفالت کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ اس صورت میں بھی بیوہ خاتون کے حق کے تحفظ کے لیے بل میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اگرچہ خاتون اور اس کی اولاد کا نفقہ دیگر رشتہ دار دے رہے ہوں تاہم اس بنا پر خاتون سے بچے حاصل نہیں کیے جا سکیں گے، بلکہ بچوں کی حضانت (کسٹڈی) کا حق ماں کو ہی حاصل رہے گا۔ یہ بل اسلام کے زریں اصولوں کے مطابق یتیم بچوں اور نادار اقرباء کی کفالت اور مدد کی تفصیلی اور مناسب ترین صورت پیدا کرتا ہے۔[99]

خواتین کی معاشی استحکام کا بل 2005ء:

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے جمع کرایا ہے اور اس میں خواتین کی کفالت، حق مہر کی ادائیگی، وراثت کی منتقلی سے متعلق تفاصیل بیان کی گئی ہیں۔ اگرچہ یہ انہی مقاصد کے حصول کی ایک اور کوشش ہے جو دیگر بلز میں ذکر کیے گئے ہیں، تاہم اس میں اس حوالے سے بھی قانون سازی کی جویز دی گئی ہے کہ سرکاری ملازمین کی ابتدائی معلومات اور سالانہ جائزے میں اور پارلیمنٹیرینز کے گوشوارہ معلومات میں یہ استفسار کیا جائے کہ کیا انہوں نے اپنی بیوی کے حق مہر کی ادائیگی، اور خواتین رشتہ دار کو ان کے حقوق وراثت کی ادائیگی کر دی ہے۔[100]

[98] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[99] خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

[100] ایضا

عائلی عدالتیں (ترمیمی) بل 2005ء:

اس بل کا مقصد وراثت میں خواتین کے حصے کی ادائیگی کے طریق کار کو سہل اور یقینی بنانا ہے۔ اس وقت خواتین کو وراثت میں اپنا حق حاصل کرنے کے لیے سول کورٹس سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ جہاں بھاری کورٹ فیس، مشکل طریق کار اور طویل التواء کی وجہ سے بیشتر خواتین اپنا حق وصول نہیں کر سکتیں۔ اس بل میں یہ تجویز دی گئی ہے کہ خواتین کو وراثت کے حصول کے لیے فیملی کورٹس کی طرف رجوع کا حق دیا جائے اور اس خاطر فیملی کورٹس کا دائرہ کار بڑھایا جائے۔[101]

نادار اقرباء کی کفالت اور فلاح کا بل 2005ء:

یہ بل محترمہ عائشہ منور نے جمع کروایا ہے۔ اس بل میں اسلام کے معاشرتی اور خانگی نظام کے مطابق نادار اقرباء کی کفالت کو قریب ترین اور خوشحال عزیزوں کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ ایسے تمام حالات جن میں کسی بھی فرد اور خصوصاً خواتین کو مالی کفالت کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ مثلاً بیوگی، ناداری یا معذوری وغیرہ کا احاطہ کرنے کے بعد کفالت کی ذمہ داران کا تعین کیا گیا ہے۔ تاہم اگر کوئی فرد ایسا ہو جس کا کوئی قریبی عزیز موجود یا خوشحال نہ ہو، اس کی کفالت کو حکومت کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔215

عورت کے تحفظ کا ایکٹ 2006ء:

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے پیش کیا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ زنا بالجبر اور نکاح ثانی کی صورت میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکار ہی خاتون کا استحصال اور اس کی عزت و حرمت کی پامالی کرنے لگتے ہیں۔ اس صورت میں یہ تجویز کیا گیا تھا کہ زنا بالجبر کا نشانہ بننے والی خاتون کو زیر حراست نہیں لیا جائے گا اور عدالتی کاروائی اور تفتیش میں متعلقہ خاتون کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے ضمانت لی جائے گی۔ مذکورہ صورتحال کا شکار خاتون کے فوری طبی معائنے کے لیے تمام ضلع ہیڈ کوارٹرز میں خواتین اور ماہر ڈاکٹرز کی تعیناتی اور ضروری طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔ اس بل کو حکومت نے مسترد کر دیا اور ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔[102]

خاندان کے ادارے کو استحکام اور تحفظ دینے کا بل 2005ء: یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی نے پیش کیا تھا۔ اس بل کا مقصد دستور پاکستان کے آرٹیکل 35 کے مطابق خاندان، ماں اور بچے کے تحفظ کے لیے قانون سازی کرنا ہے۔ اس بل میں شادی اور نکاح کو آسان بنانے کے لیے فضول رسوم و رواج کی حوصلہ شکنی، جہیز اور دولت کی نمود و نمائش پر پابندی اور خاندان کے تحفظ اور استحکام کے لیے ذرائع ابلاغ اور حکومت کے کردار سے متعلق شقیں شامل ہیں۔[103]

---

101 خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

102 ایضاً

103 خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

خواتین کی وراثت کا بل 2005ء:

اس مسودہ قانون میں وراثت میں خواتین کا حصہ عائلی عدالت کے ذریعے چھ ماہ کی مدت میں ادا کرنے، اس جائیداد پر خواتین کو حقیقی ملکیت دینے اور پیچیدہ پٹواری نظام میں خواتین کے لیے تمام ضروری دستاویزات کو قابل رسائی بنانے کے لیے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے۔

دیہی عورت کی ترقی کا بل 2006ء:

یہ بل بھی ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی کی کاوش ہے۔ اس بل میں دیہات میں رہائش پذیر خواتین کی بہبود و ترقی اور زندگی کے مختلف شعبہ جات مثلاً صحت، تعلیم اور خوراک کے حوالے سے قانون سازی کی کوشش کی گئی ہے۔ اس بل کے مطابق تمام دیہی علاقوں اور کچی بستیوں میں بنیادی صحت کے مراکز کے قیام، ان مراکز میں ضروری آلات اور عملے کی موجودگی اور دیہی علاقے کی ناخواندہ یا کم خواندہ خواتین کو صحت وصفائی کے تقاضوں سے آگاہ کرنے کے لیے اقدامات کو یقینی بنایا جائے گا۔ پرائمری سطح پر مفت اور لازمی تعلیم کے لیے یونین کونسل کی سطح پر بچوں کی رجسٹریشن کو استعمال کیا جائے گا اور اسکول جانے والے بچوں کی باقاعدہ فہرستیں تیار کی جائیں گی۔ نیز تمام دیہی علاقوں اور کچی بستیوں میں تعلیم بالغاں کا اہتمام کیا جائے گا۔ یونین کونسل کی سطح پر فوڈ سپورٹ پروگرام کے لیے کمیٹیاں قائم کی جائیں جو دیہی علاقوں میں یوٹیلٹی سٹورز کی طرز پر ارزاں اور معیاری اشیاء پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔[104]

قرآن پاک کی طباعت واشاعت کا بل 2005ء:

یہ بل محترمہ ڈاکٹر کوثر فردوس نے پیش کیا ہے اور اس بل کا مقصد قرآن پاک کی اغلاط سے پاک اور بہتر کاغذ پر طباعت کو یقینی بنانا اور قرآن پاک کے شہید اوراق کو ری سائیکلنگ کے ذریعے دوبارہ قرآن پاک ہی کی طباعت کے لیے استعمال کرنا ہے۔[105]

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ صوبہ پنجاب سے خواتین کے لیے مخصوص نشست این اے-301 سے رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئیں۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن اور پھر بلوچستان یونیورسٹی سے اسلامک اسٹڈیز میں پوسٹ گریجویشن امتیازی نمبروں سے کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے "اسلام کا خاندانی نظام اور موجودہ دور کے چیلنجز" کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے علاوہ تعلیم، عورت اور خاندان کی بہتری کے حوالے سے اپنی کاوشوں پر بے شمار ملکی اور بین الاقوامی ایوارڈز حاصل کیے۔ اس سلسلے میں بیجنگ پلس فائیو ویمن ورلڈ کانفرنس منعقدہ امریکہ میں شرکت کی۔ مقامی کالج میں تدریسی فرائض بھی انجام دیتی رہیں۔ ابتدا ہی سے مختلف تحریکی ذمہ داریاں ادا کرتی رہیں۔ اس کے علاوہ انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین، بزم اقبال، الخدمت فاؤنڈیشن سمیت دیگر فلاحی اور رفاہی تنظیموں سے بھی منسلک رہیں۔ اس وقت جماعت اسلامی کے ویمن اینڈ فیملی کمیشن کی صدر ہیں۔ بے شمار ملکی وبین الاقوامی سطح پر ہونے والی کانفرنسز میں شرکت کی۔ بین الاقوامی دورہ جات میں آذربائیجان، ملائیشیا، ترکی، انڈونیشیا، برطانیہ، ایران اور امریکہ شامل ہیں۔

---

104 خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

105 خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

۱۵۰ کی تعداد میں سمیحہ راحیل قاضی کی جمع کرائی گئی قراردادوں میں خواتین کو درپیش مسائل، ان کے لیے کام، سفر اور علاج معالجے کی ناکافی سہولیات، عورت کو اشتہاری مقاصد کے لیے استعمال کرنے، ذرائع ابلاغ اور انٹرنیٹ کیفے کلچر کی کڑی نگرانی اور میڈیا کے غیر اسلامی رجحانات کے علاوہ دیگر کئی امور ایسے تھے جن کا تعلق عوام کے حقیقی مسائل سے تھا، ان میں سرکاری ملازمین کے لیے دسمبر 2001ء سے قبل کے سلیکشن گریڈ اور موواوور کی سہولیات کی بحالی، کالا ڈھاکا، ضلع مانسہرا میں متاثرین تربیلہ ڈیم کی آبادکاری اور بقایاجات کی ادائیگی، تعلیمی اداروں میں یکساں نظام اور نصاب رائج کرنے اور میڈیا کے ذریعے درست دینی تعلیمات کو عام کرنے پر زور دیا گیا۔ راحیل قاضی کی جدوجہد صرف قراردادیں جمع کروا کر رک نہیں گئی بلکہ انہوں نے ایک متوازن طریقہ کار اپناتے ہوئے ان پر عملدر آمد کو یقینی بنایا۔ متعدد قراردادوں پر ایوان میں غور و فکر کے بعد باقاعدہ کاروائی بھی کی گئی۔[106]

خلاصہ بحث

ایک کامیاب معاشرہ تب ہی بنتا ہے جب مردوں کے ساتھ خواتین بھی فعال کردار ادا کریں اگر خواتین رفاہی کاموں میں حصہ نہ لیں تو آبادی کا آدھا حصہ غیر فعال رہے گا، اور ترقی سست ہو جائے گی خواتین دوسروں کے مسائل بہتر سمجھتی ہیں خواتین خاص طور پر تعلیم، صحت، بچوں کی پرورش، اور گھریلو تشدد جیسے موضوعات اس لیے وہ ان شعبوں میں مؤثر طریقے سے خدمات انجام دے سکتی ہیں خواتین میں عموماً رحم، ہمدردی، اور ایثار کے جذبات زیادہ ہوتے ہیں جب وہ رفاہی سرگرمیوں میں شامل ہوتی ہیں تو معاشرے میں محبت، برداشت، اور امن کے جذبات مضبوط ہوتے ہیں۔ امن و سلامتی، سکون عدل انصاف کسی بھی معاشرے کے امتیازی خصائص ہیں مگر یہ تب ہی ممکن ہے جب معاشرے کا ستون مضبوط ہو عرب کا مشہور مقولہ ہے "النساء عماد البلاد عورت معاشرے کا ستون ہے[107]

جب کوئی عورت رفاہ عامہ کے کاموں میں حصہ لیتی ہے تو دوسری خواتین کو بھی حوصلہ دیتی ہے پاکستان اسلامی اقدار و تعلیمات کی آئینی حیثیت رکھتا ہے یہاں کی خواتین جذبہ خدمت و ایثار کی زندہ مثال ہیں لاکھوں خواتین مختلف تنظیموں کے ساتھ منسلک ہو کر انسانیت کی خدمت میں پیش پیش رہتی ہیں کروڑوں کی مالی امداد بھی کرتی ہیں ناگزیر ہے کہ صحیح اور مثبت راہ کا تعین سیکھیں خود اعتمادی اور ذاتی نشوونما رفاہی کاموں سے خواتین میں اعتماد، قیادت، اور فیصلہ سازی کی صلاحیت بڑھتی ہے وہ اپنے اندر کی طاقت کو پہچانتی ہیں اور معاشرتی سطح پر اپنی شناخت بناتی ہیں۔ پاکستانی عورت کے بڑے مسائل تعلیم کا فقدان، صحت عامہ کی کمی، کفالت یتیم ذہنی نفسیاتی و جسمانی عوارض، صاف پانی میسر نہ ہونا ئی ایسے مسائل ہیں جو نظر انداز نہیں کئے جاسکتے اسلام بھی اس کی تاکید کرتا ہے

106۔ خواتین نمائندگان جماعت اسلامی قومی صوبائی اسمبلی کارکردگی، مرکز جماعت، لاہور

107 سمیحہ، قاضی، محفوظ عورت، مضبوط خاندان، مستحکم معاشرہ، منشورات، لاہور، ۲۰۲۰

سماجی خدمات میں تعاون کا حکم فرمان الٰہی:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ

"نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔"[108]

اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ خواتین کے تحفظ اور احترام کا تعین کیا پاکستان کے آئین میں بھی خواتین کے حقوق کو اولیت دی گئی ہے اسی لئے تمام سیاسی و دینی جماعتیں اس کا اہتمام کرتی ہیں اور کثیر تعداد میں یہ جماعتیں اپنے منشور کے نکات میں اس کا ہدف طے کرتی ہیں اس مقالے میں یہی جائزہ مطلوب ہے کہ واقعتاً کون سی جماعتیں اس منصوبے پر واقعی کام بھی کر رہی ہیں اور اس کام کے نتائج کیا واقعی ملک وملت کی خواتین کے لئے تعمیر و ترقی کا سبب بن رہے ہیں یا نہیں اس موضوع پر تحقیق پہلے بھی کی جاتی رہی ہے مگر اس انداز میں کہ زندگی کے کن شعبوں میں مزید بہتری لائی جاسکتی ہے ہم اس مقالے میں جائزہ لیں گے پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے جہاں خواتین آبادی کا تقریباً نصف حصہ ہیں۔ ملکی ترقی، سماجی استحکام اور سیاسی آگاہی میں خواتین کا کردار نہایت اہم ہے۔ دینی و سیاسی جماعتوں کے ویمن وِنگ نہ صرف خواتین کو سیاسی میدان میں فعال بناتے ہیں بلکہ وہ سماجی و رفاہی سرگرمیوں کے ذریعے معاشرتی بہتری میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ویمن وِنگ کے ذریعے خواتین کو سیاست میں شمولیت کا موقع ملتا ہے، جس سے وہ اپنے حقوق اور فرائض سے آگاہ ہوتی ہیں۔ سیاسی تنظیموں کے ویمن وِنگ مختلف رفاہی سرگرمیوں جیسے فلاحی کلینک، تعلیمی مہمات، غریب خاندانوں کی مدد، اور قدرتی آفات کے دوران امدادی کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ جب دینی جماعتوں کی خواتین عوامی خدمت میں نظر آتی ہیں تو عوام کا اعتماد اسلامی سیاسی نظام پر بڑھتا ہے۔ آج اُمت مسلمہ بالعموم اور مسلمان عورت بالخصوص ایک فیصلہ کن دوراہے پر کھڑے ہیں۔ ایک طرف مغربی تہذیب و ثقافت کا سیلاب ہے جو وقت کی ٹیکنالوجی کے مؤثر ترین آلات سے آراستہ ہو کر ہمیں اپنے دین و ایمان اور اپنی تاریخ اور روایت سے کاٹ کر مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھال دینا چاہتا ہے اور دنیوی ترقی اور ثروت کے طلسم سے ہماری آنکھوں کو خیرہ کرنے میں مصروف ہے، تو دوسری طرف قدامت اور روایت کے کچھ علمبردار بھی اپنے خلوص کے باوجود رسم و رواج کو اقدار اور اصول کا درجہ دے کر وقت کے حقیقی تقاضوں سے مکمل صرفِ نظر کر رہے ہیں اور زمانے کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے بجائے ماضی کے حصار میں محصور ہو جانے میں عافیت دیکھ رہے ہیں۔ یہ دونوں ہی راستے زندگی اور ترقی کے راستے نہیں، اس لیے

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

اور اگر ہم اپنی بنیادوں کو کمزور اور مضمحل ہونے دیتے ہیں یا وقت کی ضرورتوں کو نظر انداز کرتے ہیں تو مغرب کی یلغار کا مقابلہ ہمارے لیے ممکن نہیں۔ مغلوبیت اور محکومیت سے بچنے کا راستہ وہی ہے جو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے اور جسے صلحائے اُمت نے اپنے اپنے دور میں کامیابی سے آزمایا ہے، یعنی اصول اور اقدار کے سلسلے میں مکمل استقامت اور ذرائع اور وسائل کے باب میں ضروری لچک اور وسعت۔ اس لیے کہ

---

[108] س المائدہ ۵:۲

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پر اڑنا
"منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

جماعت اسلامی کی خواتین نے دفاعی مورچوں سے نکل کر اقدامی پوزیشن سنبھالی ہے۔ں اور اس بار کا خواتین کا عالمی دن یہ ثابت کر گیا ہے کہ اجنبی تہذیب کے مقابل اگر کوئی پورے قد سے کھڑا ہے تو وہ جماعت اسلامی کی خواتین ہی ہیں ہی ہیں۔ یہ خواتین ہی ہیں جنھیں جرأت اظہار کا سلیقہ حاصل ہے۔ ان کے پاس دماغوں کو قائل کرنے کی صلاحیت بھی ہے اور محبت سے مائل کرنے کا ہنر بھی۔ مائوں، بہنوں اور بیٹیوں کی منظم قوت بھی پشت پر موجود ہے امید ہے یہ کوششیں پاکستانی خواتین کے مسائل کے حل کے لئے بہترین سنگ میل ثابت ہونگی ان شاءاللہ

مصادر و مراجع

- القران الکریم
- مفتی محمد تقی عثمانی، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، اپریل ۲۰۰۸ء
- مودودی، ابوالاعلیٰ سید، تفسیر تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، مئی ۱۹۹۰ء
- امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر قرطبی ،الجامع الاحکام القرآن ،معروف تفسیر قرطبی ،ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، کراچی، س۔ن
- قطب، سید، في ظلال القرآن سيد إبراهيم حسين الشاربي،: دار الشروق- بيروت- القاهرة الطبعة: السابعة عشر– 141
- دریا آبادی ،عبدالماجد، تفسیر قرآن ، تفسیر ماجدی ، مجلس نشریات قرآن، کے۔۳، ناظم آباد مینشن ، ناظم آباد نمبر۲، کراچی، ۲۰۱۴ء

- مجموعہ حدیث
- البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، پروگریسو بکس، یوسف مارکیٹ اردو بازار، لاہور ۲۰۱۶ء
- النیسابوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت
- ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، ابو بکر، کوفی، الریاض مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹
- ابن جوزی، عبدالرحمن، امام، الوفا باحوال المصطفےٰ، مترجم محمد اشرف سیالوی، حامد اینڈ کمپنی، لاہور
- ابن حبان ہندی، محمد بن حبان، التمیمی، کنز العمال، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۸ء

- ابن ابو عبد اللہ، شرح علی المواہب اللدنیہ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ
- ابوالفداء، ابن کثیر عماد الدین، حافظ، سیرت النبی، مترجم مولانا ہدایت اللہ ندوی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۱۴ء
- ابوالفداء، عماد الدین، حافظ، اسماعیل ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، دارالاشاعت، کراچی، س۔ن
- ابن کثیر، النہایہ للبدایہ، مترجم مفتی ثناء اللہ محمود، اریب پبلیکیشنز، دہلی، ۲۰۰۸ء
- ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی افریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، س۔ن
- ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، ابو محمد الحمیری، السیرۃ النبویہ لابن ہشام، دار الجیل، بیروت، ۱۴۱۱ھ
- ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، الازدی، السجستانی، سنن ابو داؤد، المکتبۃ العصریہ، بیروت۔ س۔ن
- احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ، شیبانی، مسند، دار الحدیث، قاہرہ، ۱۹۹۵ء
- اصفہانی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ، امام، حافظ، دلائل النبوۃ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا دربار، لاہور، ۲۰۱۷ء
- الافریقی، ابن منظور، لسان العرب، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۴ء
- القشیری، مسلم بن حجاج، ابوالحسن، نیسابوری، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س۔ن
- الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوری، اشتیاق اے پرنٹرز، لاہور، ۲۰۱۶ء
- کتب
- فیروزہ الغات فیروز سنز لاہور
- امیر الدین، مہر، اسلام رفاۃ عامہ کا تصور، نشریات، لاہور، ۲۰۲۱
- توقیر، عالم، قاسمی، دارالعلوم، شمارہ:۱۰، ج:۱۰۶، ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق اکتوبر ۲۰۲۲ء
- ثریا بتول، علوی، اسالم میں عورت کا مقام و مرتبہ اسلامک پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۰ء
- سیرت خدیجۃ الکبری، سمیحہ قاضی، منشورات۔ لاہور ۲۰۲۰ء
- سیرت عائشہ رض، منصوری، زبیر، معارف اسلامی، کراچی، ۲۰۱۸ء
- سمیحہ راحیل قاضی، جماعت اسلامی کا سفر انقلاب، ۲۰۱۸ء
- سمیحہ راحیل قاضی، مضبوط خاندان، محفوظ عورت، مستحکم معاشرہ، منشورات، لاہور، ۲۰۲۲
- صفدر محمود، آئین پاکستان، سنگ میل پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور، ۱۹۹۵

- فخر کا کا خیل، پاکستان ویب نیوز،، ۲۰ جنوری، ۲۰۲۰
- گوہر رحمٰن، مولانا، سیرت صحابیات، ادارہ
- خان آفتاب، ڈاکٹر محمد آفتاب، تعمیر پاکستان مطبوعات سلیمانی، لاہور، ص: ۲۲۰
- خلیل اللہ، محمد، تحریک پاکستان، تصنیف و تالیف ترجمہ ۱۹۸۲ ص: ۸
- خان آفتاب، ڈاکٹر محمد آفتاب، تعمیر پاکستان مطبوعات سلیمانی، لاہور، ص: ۲۲۰